جہالت کے اندھیروں میں بہار اسلام کا ترجمان

ماہنامہ

بہارِ اسلام

لاہور

خصوصی اشاعت

زیر سرپرستی ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی

دانش میں خوفِ مرگ سے مطلق ہوں بے نیاز
میں جانتا ہوں کہ موت ہے سنت حضور ﷺ کی

عکس مجدد الف ثانی
حضرت امام خراسانی رحمتہ اللہ علیہ

مرکزی دفتر دارالعلوم جامعہ سیفیہ
1910/D-1 گجر پورہ سکیم، شیر شاہ روڈ، لاہور۔
فون: 042-6844786 موبائل: 0333-4229760 0312



اللہ جل جلالہ

تو دل میں آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس میں جان گیا تیری پہچان یہی ہے

ماہنامہ بہارِ اسلام

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
باعث تخلیق کائنات
خاتم النبیین

زیر سرپرستی
پیر طریقت حامل ظرر رضا مولانا حضرت ابوالرضا
محمد عباس مجددی سیفی

چیف ایڈیٹر
محمد عرفان طریقتی القادری

سایہ خلوص و محبت

علامہ مفتی ڈاکٹر استاذ العلماء
محمد عارف نعیمی

علامہ مفتی ڈاکٹر پیر
محمد عابد حسین رضوی سیفی

مجاہد اہلسنت مولانا
مجاہد عبدالرسول قادری

ہدیہ 20
سالانہ 300

دفتر ماہنامہ بہار اسلام 1910 ڈی ون بلاک گجرپورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور

پیر سید عمیر علی شاہ زنجانی
پیر سید محمد طیب جاوید گیلانی سیفی

حافظ محمد عمران عنبری
صوفی محمد اختر علی سیفی القادری
حاجی عبدالرزاق چشتی

مولانا محمد حفیظ چشتی
حافظ محمد عثمان اجمل
قاری محمد رفیق نقشبندی
مولانا محمد عثمان نقشبندی

042-36844786

0333 / 0312 4229760
0322 / 0313 4642506

mam_saifi@yahoo.com
h_atiab@yahoo.com

بفیضان نظر

قیوم زماں غوث دوراں مقام صدیقیت و عبدیت

حضرت

اخندزادہ سیف الرحمن مبارک صاحب

پیر ارچی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

نام کتاب ——— عکس مجدد الف ثانی امام خراسانی

ترتیب و تدوین ——— ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی

تاریخ اشاعت ——— 7 اگست 2010ء بموقعہ چہلم حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ڈیزائننگ ——— رانا محمد عمران 0300-4998724

کمپوزنگ / پروف ریڈنگ ——— حافظ محمد عرفان طریقتی محمد شہزاد

ناشر ——— ماہنامہ بہار اسلام 1910/D1 بلاک گجر پورہ سکیم لاہور

پرنٹرز ——— نفیس دار الکتابت شیخ ہندی سٹریٹ داتا دربار لاہور
0345-4753367-0423-7115719

تعداد ——— 2000

ہدیہ ———

ملنے کے پتے

دار العلوم جیلانیہ رضویہ نادر آباد بیدیاں روڈ لاہور کینٹ

دار العلوم جامعہ حنفیہ سیفیہ محمدیہ بالمقابل راوی ریان ملز حسین ٹاؤن لاہور

آستانہ عالیہ سیفیہ بابا فرید کالونی چونگی امر سدھو لاہور،

دار العلوم جامعہ سیفیہ رحمانیہ للبنات بادشاہی روڈ ادھوال کلاں گجرات

اصغر علی سیفی کیپ ہاؤس مرکزی آستانہ عالیہ فقیر آباد شریف،

مکتبہ سیفیہ مرکزی آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف،

مکتبہ سیفیہ مدنی سیفی پلازہ رحمن شہید روڈ گجرات،

آستانہ عالیہ زنجانیہ سیفیہ کوٹ خواجہ سعید لاہور،

نیو القمر بک کارپوریشن گنج بخش روڈ لاہور 0423-7355359

انجمن بہار اسلام دار العلوم جامعہ سیفیہ 1910/D1 بلاک گجر پورہ سکیم شیر شاہ روڈ لاہور
0333-0312-0322-4229760-0322-0313-4642506-0423-6844786

”دمبارک صاحب په فراق کې“

صاحبزاده السید احمد حسن السیفی

غم لړلے ما سخوتن وو چه جانان ئی رانه واخست
چه زمونگ دزرگی سروو دادا جان ئی رانه واخست

چه په خپل مولا عاشق وو چه دهر صفت لائق و
چه په حق باندی ناطق وو پهلوان ئی رانه واخست

چه تقویٰ دچا شعار وو چه ئی زهد کاروبار وو
چه همیش بهار بهار وو گلستان ئی رانه واخست

چه عالم ده شریعت وو چه واقف په شریعت وو
چه عاشق په طریقت وو در مرجان ئی رانه واخست

چه کامل اکمل ولی وو چه وارث دپاك نبی وو
چه تقی نقی سخی وو دا سلطان ئی رانه واخست

چه په غم به تل صابروو چه نعمت باندی شاکر وو
چه مسکا به پری جاری وه سره لبان ئی رانه واخست

چه قیوم د زمانی وو چه زینت داستانی وو
چه پری مونر وو مطمئنه اطمینان ئی رانه واخست

چه کرم ئی په حسن وو چه موروح جان او بدن وو
چه نعمت وو هم رحمت وودا باران ئی رانه واخست

"مبارک صاحب کے فراق میں"

ترجمہ: صاحبزادہ سید احمد حسن سیفی

غم سے پر رات تھی جب ہمارا جانان ہم سے چھن گیا
جو ہمارے دل کا چین تھا وہ دادا جان ہم سے چھن گیا
جو اپنے خدا پہ عاشق تھا اور بے شمار صفات کے لائق تھا
جو حق بات پہ ناطق تھا وہ پہلوان ہم سے چھن گیا
تقوی جس کا شعار تھا زہد جس کا کاروبار تھا
جو ہمنشین بہار تھا وہ گلستان ہم سے چھن گیا
جو عالم شریعت تھا جو کہ واقف حقیقت تھا
جو عاشق طریقت تھا وہ انمول مرجان ہم سے چھن گیا
جو کامل اکمل ولی تھا جو کہ وارث نبی ﷺ تھا
جو تقی نقی سخی تھا وہ سلطان ہم سے چھن گیا
جو تکلیفوں پر صابر تھا جو نعمتوں پر شاکر تھا
جو سکون روح و قلب تھا وہ سکان ہم سے چھن گیا
جو قیوم تھا زمانے کا جو کہ زینت تھا آستانے کی
ہمیں جس سے تسلی تھی و اطمینان ہم سے چھن گیا
جو حسن پر مہربان تھا اس کی روح جسم اور جان تھا
جو نعمت تھا جو رحمت تھا وہ باران ہم سے چھن گیا

قطعہ تاریخ وفات حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

نتیجۂ فکر: محمد شہزاد مجددی سیفی

سوئے گلزارِ جناں با صد نیاز و شاد رفت
قطب و قیومِ زماں آخر بہشت آباد رفت

بست آن محبوبِ سبحاں رفت از دار فناء
رائیگاں آہ و فغان و نالہ و فریاد رفت

رہبرِ اہلِ سلوک و مرشدِ زندہ دلاں
چارہ ساز ما غریباں پھکر امداد رفت

بر صدائے "اِرجعی" لبیک گفتہ شیخ کل
بہر دیدارِ خدا از عالم ایجاد رفت

آسماں بارید اشک و کرد نوحہ فرشِ خاک
آخرش از دارِ فانی پیر ما شہزاد رفت

اہلِ عرفان و طریقت در غمِ او مضطرب
"سیفِ رحماں پیرارچی قائد ارشاد" رفت

۱۴۳۱ھ

سند الاصفیاء امام الاولیاء سیدنا ومولانا حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ

از: ڈاکٹر مفتی محمد عابد حسین رضوی سیفی

اسم گرامی: آپ کا اسم گرامی "شاہ رسول" ہے مگر آپ مبارک مولانا طالقان کے لقب سے مشہور تھے آپ کا اصلی وطن تگاب شریف تھا تاریخ اولیاء میں مولانا علی محمد بلخی نے یوں تحریر فرمایا ہے کہ "اسم منطقہ ایست از کوہستان کابل"۔ آپ مبارک نے اپنے زمانے کے معروف اساتذہ کرام سے علوم عقلی ونقلی خوب اچھے طریقے سے حاصل کرنے کے بعد فراغت ودستار فضیلت حاصل کی اور ان علماء زمانہ کی علمی جلالت وفقاہت کے وارث بنے اور جو اس زمانہ میں صاحب کمال مروجہ علوم فنون تھے ان میں کمال حاصل کیا اور آپ کے علمی کمال کا چرچا دور دور تک پھیل گیا تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے تدریس کا آغاز فرمایا اور اعلیٰ مدرس کی حیثیت سے آپ کی اچھی شہرت ہوگئی اور طالب علم علم ظاہری کے پیاسے اپنی پیاس بجھانے کے لیے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہونا شروع ہوگئے دوران تدریس آپ مبارک نے مکتوب امام ربانی کا مطالعہ فرمایا جس سے علوم باطنی کا شوق وذوق بڑھ گیا اور کسی کامل ومکمل مرشد کی تلاش شروع فرمادی اور حصول علم باطن کے لیے اس زمانے کے عظیم المرتبت شیخ کامل ومکمل عارف باللہ ولی زمانہ یگانہ روزگار حضرت اخند زادہ تگاب قدس سرہ سے بیعت ہوئے اور تین سلاسل قادریہ چشتیہ سہروردیہ مبارکہ کی مکمل تفصیل حاصل کی اور حضرت نے ان تینوں سلاسل میں اجازت وخلافت سے نوازا۔

مگر اس تکمیل سے پیاس باقی رہی اور مولانا حضرت شاہ رسول علیہ الرحمۃ نے نقشبندیہ سے حصول طریقہ کے لیے تلاش جاری رکھی اگرچہ تینوں سلاسل سے فیض لے چکے تھے دوست احباب اور علماء کرام سے زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین امام المحققین حضرت سیدنا شمس

الحق کوہستانی کی روحانی شہرت وکمال کے چرچے سنے جن کی توجہ شریف سے مرجھائی ہوئی جانیں التفات حاصل کرتی تھیں طلب حق اور تلاش مرشد میں چلتے چلتے حضرت کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے۔

پہلی صحبت وتوجہ شریف نے ایسا اثر کیا کہ حضرت مولانا شمس الحق کے ہو کے رہ گئے امام طریقہ خواجہ خواجگان نقشبندیہ فرماتے ہیں۔

اول ما آخر ہر منتہی　　آخر ما جیب تمنا تہی

ہماری ابتداء اوروں کی انتہاء ہے اور ہماری انتہا دامن آرزو خالی کر دیتی ہے۔

حضرت سے بیعت کی التجا کی جس پر آپ مبارک نے قبول فرمایا اور اپنی خدمت اقدس میں کچھ دن گزارنے کا اشارہ فرمایا روزانہ کی لاجواب توجہ شریف وہ رنگ لائی جس کی تمنا تھی حضرت نے بہت کم عرصہ میں تمام اسباق مکمل فرما کر درجہ کمال تک پہنچادیا۔

ہر کجہ چشمہ شیریں بود　　مردم ومرغ ومور گرد آئیند

اور باکمال بنا کر اجازت تلقین وتوجہ بھی فرمادی۔

دل سے تیری نگاہ جگر تک اُتر گئی　دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں دوسرے سلسلوں کی نسبت پیروی سنت نبوی ﷺ زیادہ ہے اور ترقی کا انحصار زیادہ تر اتباع سنت پر رکھا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اے محبوب فرمادیجئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تم سے محبت کرے تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا (ال عمران ۳۱)

لہذا جو طریق سنت کی پیروی نہ کرے گا وہ ترقی سے محروم رہے گا حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں ”طریقہ ما محرومی نیست ہر کہ از طریقہ ما رو گرداند خطرہ دین در روچرا کہ این طریقہ بعینہ طریقہ صحابہ کبار است““ ہمارے طریقہ میں کسی کو محرومی نہیں ہے جو کوئی طریقہ سے منہ پھیر

لے وہ جان لے کہ دین کے خطرہ میں ہے کیونکہ یہ طریقہ بالکل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مطابق ہے۔

اور کامل و مکمل استاد کی رہنمائی کے بغیر یہ منزل بہت دشوار ہے مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

کار بے استاد خواہی ساختن جاہلانہ جاں بخواہی باختن

اگر استاد کے بغیر کام بنانا چاہے تو کامیابی ممکن نہیں بلکہ جاہلوں کی طرح اپنی جان پر کھیلنا پڑے گا

حضرت خواجہ خواجگان حضرت شاہ نقشبند بخاری قدس سرہ فرماتے ہیں۔

نیست ممکن در رہ عشق اے پسر راہ برون بے دلیل راہبر

اے بیٹے راہ عشق میں یہ ممکن نہیں ہے کہ بغیر راہبر (پیر) راستہ پر چلا جا سکے۔

مزید عارف رومی فرماتے ہیں۔

ہیچ چیزے خود بخود پیدا نہ شُد

ہیچ آہن خود بخود تیغ نہ شُد

کوئی چیز اپنے آپ پیدا نہیں ہوئی اور نہ کوئی لوہا خود بخود تلوار بنا۔

مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

مولوی اس وقت تک مولائے روم نہیں بن سکا جب تک وہ حضرت شمس تبریز کا غلام نہ بن گیا

مزید مولانا رومیؒ فرماتے ہیں۔ پیر را بگذیں کہ بے پیر ایں سفر

ہست راہ پر آفت و خوف و خطر

اپنے لئے پیر و مرشد پکڑ کیونکہ بغیر پیر کامل و مکمل کے یہ سفر نہایت پر آشوب اور خطرناک ہے۔

دامن اُو گیر زور تر بے گماں تا رہی از آفت آخر زماں

بلاشک وشبہ اس بندہ خاص کا دامن جلد از جلد پکڑ تا کہ تو اس آخری زمانہ کی آفتوں سے بچا

رہے۔

حضرت شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمہ نے حضرت مولانا شمس الحق علیہ الرحمہ کی صحبت اور روحانیت سے پورا پورا فائدہ حاصل کیا اور ان کی خدمت میں درجہ کمال کو پہنچے آپ مبارک کے حالات وواقعات اکثر حضرت مولانا خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے ملتے جلتے ہیں اکثر آپ مبارک کی کیفیات انہی کیطرح ہیں لوگ نور ھدایت وخوشبو معطر اور معرفت کا حصول آپ کے وجود بابرکت سے حاصل کرتے ہیں آپ کے مرشد گرامی نے آپ کو نور معرفت سے ایسا پہچانا کہ آپ مبارک کی لیاقت استعداد وقابلیت نامہ کی بنا پر دوسرے پرانے اور کئی سالوں سے زیر تربیت احباب طریقت سے پہلے اور بہت کم عرصہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ہر ایک نے تجھے اپنی نظر سے پہچانا　　　جدا جدا ہے تیرا انداز دلربائی کا

حضرت شاہ رسول علیہ الرحمہ خلافت عطا ہونے کے واقعہ کو اس طرح خود بیان کرتے ہیں۔
میں اور میرے کامل ومکمل مرشد علیہ الرحمۃ ایک سفر میں جارہے تھے کہ آپ مبارک گھوڑے پر سوار تھے اور ہم دوسرے لوگ پیدل جارہے تھے کہ آپ مبارک نے فرمایا "اے ملا ذکر دیا کرو" حالانکہ ابھی مولانا شاہ رسول علیہ الرحمۃ کے تمام اسباق مکمل نہیں ہوئے تھے۔

اس واقعہ سے آپ مبارک کی استعداد اور صلاحیتوں اور روحانی کمال اور مرشد کامل ومکمل کی خصوصی نظر عنایت کا واضح پتہ چلتا ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا　　　ہر مدعی کے واسطے دار ورسن کہاں

اس کے بعد آپ نے منازل سلوک کو بہت جلد مکمل فرمایا اور آپ مبارک کے مرشد گرامی قدر نے سلوک وروحانیت کے تمام راستوں کو طے کروادیا جب سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مکمل ہوگیا اور تمام اسباق بھی منزل مقصود تک پہنچ گئے تو حضرت مولانا شمس الحق علیہ الرحمۃ نے آپ مبارک کو تلقین وتوجہ کی مکمل اجازت فرمادی مگر ارشاد خط ابھی تک تحریری عطا نہیں فرمایا تھا کہ سلطان اولیاء، قدوۃ

السالکین شمس العارفین مولانا شمس الحق کوہستانی کا مورخہ 1350ھ کو انتقال ہو گیا تو حضرت کے اس جہان فانی سے رخصت ہونے کے بعد مولانا شاہ رسول علیہ الرحمۃ اپنے وطن تگاب شریف میں درس وتدریس میں مشغول ہو گئے اور طلباء کو علوم ظاہری وباطنی کے ساتھ مزین کرنے لگے جو بھی آپ مبارک کی زیر تربیت رہ کر دونوں علوم کی فضیلت سے بہرہ ور ہوتا تو وہ کندن بن کر مدرسہ سے نکلتا اور جو سالک ذکر و بیعت کی سعادت حاصل کرتا تو وہ جذب وکمال حاصل کر کے دوسرے لوگوں کو بھی سیراب کرنے لگ جاتا اس طرح آپ مبارک کے مریدین اور مخلصین واحباب کی تعداد زور پکڑ گئی اور ایسا اضافہ شروع ہو گیا کہ ہر طرف ذکر وفکر وجد، حال ومستی شروع ہو گئی اس میں شک نہیں کہ جب آگ لگتی ہے تو دھواں ضرور اٹھتا ہے جیسے جیسے محبت کرنے والے بڑھتے گئے ساتھ ساتھ مخالفین کے دل بھی حسد کی آگ سے بھڑکتے گئے آپ کے مریدین وسالکین کے جذب وحالات بہت عجیب تھے مستی حال وکیف اس طرح وارد تھا کہ جس طرف آپ کی نظر جاتی عاشقوں کو مرغ بسمل کی طرح تڑپاتی جاتی جب لوگوں کے سینے نگاہوں سے چرنے لگے تو حاسدوں نے شور شرابہ شروع کر دیا کیونکہ آپ اپنے مرشد گرامی سے تحریراً ارشاد خط حاصل نہیں کر سکے تھے۔ اس وجہ سے اس بات کو وجہ بنا کر حضرت کو نشانہ بنایا گیا کہ آپ بے خلافت اور ارشاد خط کے بغیر پیری مریدی کر رہے ہیں اس واقعہ کی خبر علاقہ کے افسر مجاز کو دی گئی کہ یہ مولوی بے سند پیری مریدی کر رہا ہے اور اس کے مریدوں کی ان کیفیات سے اہلیان شہر پریشان ہیں یہ بات چلتے چلتے حضرت نور المشائخ قدس سرہ حضرات کابل تک پہنچی۔ حضرت کی عزت وکمال اور بزرگی دور دور تک پھیلی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلیٰ ظرف اور بصیرت سے نوازا تھا۔

آپ نے مخالفین کی من گھڑت تو ہمات اور پروپیگنڈا دیکھا تو اپنے دست مبارک سے ارشاد خط تحریر فرما کر خدام کے ذریعے مولانا شاہ رسول علیہ الرحمۃ کو ارسال کیا مگر مخالفین ارشاد خط کی وجہ

سے آپ کو پریشان نہیں کر رہے تھے وہ تو آپ مبارک کی عزت وکمال سے پریشان تھے حضرت نے ارشاد خط قبول فرمایا اور حضرات نور المشائخ علیہ الرحمۃ کا شکریہ ادا کیا اور عرض کی کہ حضرت آپ کو جن حالات وواقعات کی خبر ہوئی ہے وہ حقیقت ہے یہ لوگ خود تو روحانیت وکمالات سے بے خبر ہیں ان کی اپنی توجہ میں یہ طاقت نہیں کہ کسی کو اپنی توجہ سے درجہ کمال تک عروج دے سکیں یہ لوگ صرف پریشان کرنے کے لیے ایسی باتوں میں گرفتار ہیں۔

اب اگر چہ ارشاد خط کا اعتراض ختم ہو جانا چاہیے تھا مگر مخالفین اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے اور اسی طرح دشمنی اور مخالفت پر اترے رہے اور حسد کی آگ تھوڑی سی بھی سرد نہ ہوئی تو مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ نے سنت رسول ﷺ پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے ہجرت فرمانے کا ارادہ فرمایا اور وطن چھوڑ کر طالقان کے علاقہ میں تشریف لے آئے اور یہاں علوم ظاہری و باطنی کے ارشاد کا کام زور وشور سے شروع فرمایا سلوک کی تربیت کے ساتھ ساتھ اخلاق نبوی ﷺ کی تربیت اور احباب طریقت کو منور فرماتے رہے اور درس وتدریس کو بھی ترک نہ فرمایا آخری عمر تک طالقان کی سرزمین پر آنیوالے عاشقین کی عشق ومحبت رسول ﷺ اور روحانی جسمانی تعلیمات اور دونوں علوم کی روشنی سے روحانی تربیت فرمائی اور باقی تمام عمر کا حصہ اسی جگہ پر گزارا اور لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیم وتربیت سے مستفیض ہوتے رہے۔

جیسا کہ مولانا جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند　　　که برند از رہ پنہا محرم قافلہ را

حضرات نقشبندیہ عجیب قافلہ کے سالار ہیں کہ پوشیدہ طور پر اپنے طلبہ کو حرم میں لے جاتے ہیں

از دل سالک رہ جاذبہ محبت شاں　　　می برد وسوسۂ خلوت وفکر چلہ را

سالک کے دل سے ان کی محبت کی کشش خلوت کے خیال اور چلہ کی فکر کو مٹا دیتی ہے.

تو نقش نقش بنداں را چہ دانی　　　تو شکل پیکر جاں را چہ دانی

تو نقش نقشبنداں کو کیا جانے تو جان کے جسم کی شکل کو کیا جانے۔

گیاہ سبزہ داند قدر باراں　　　تو خشکی قدر باراں راچہ دانی

تو خشک ہے بارش کی قدر کیا جانے سبز گھاس بارش کی قدر جانتی ہے۔

ہنوز از کفر ایمانت خبر نیست　　　حقالقائے ایمان راچہ دانی

ابھی تجھے کفر و ایمان کی ہی خبر نہیں ہے تو بھلا کمالات ایمان کو کیا جانے۔

بالآخر 1360 ہجری جب آپ کو اللہ تعالیٰ نے مقام امامت سے سرفراز فرمایا تو آپ سیدنا و مولانا شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمۃ نے اس دار فانی کو الوداع کہا۔

''انا للہ وانا الیہ راجعون''

آپ مبارک کا مزار شریف اس وقت طالقان افغانستان میں مرجع خاص و عام ہے۔



For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi

☆قیوم زماں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ☆

از: مفتی ڈاکٹر محمد عابد حسین رضوی سیفی

عطار ہو رومی ہو سعدی ہو غزالی ہو

کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

تاریخ عالم شاہد ہے کہ ہر دور ہو زمانہ اور ہر صدی میں کوئی نہ کوئی ایسی ہستی ضرور ہوتی ہے جو اپنی نظیر آپ ہوتی ہے اور اس کے رخصت ہونے سے کبھی نہ پر ہونے والا خلا پیدا ہو جاتا ہے اور پھر چشم عالم اس جیسی ہستی کا مشاہدہ کرنے کیلئے عرصہ دراز تک انتظار کرتی ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ان ہی دیدہ وروں میں سے ایک ہستی جن کی دید کو آج دنیا ترستی ہے فرید عصر صاحب خوارق و معارف عالم الوریٰ ولی کامل و مکمل محبوب ذات سبحانی مجاہد ملت اسلامیہ چراغ خانوادۂ ولایت فخر اہلسنت نائب تاجدار طالقان حضرت شاہ رسول طالقانی سیدنا و مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف مولوی بزرگ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت سمنگان میں ہوئی آپ پچیس برس کی عمر میں ظاہری علوم کے حصول کیلئے گھر سے نکلے اور تمام مروجہ علوم و فنون ایک سال اور دو ماہ میں مکمل فرمائے۔ آپ قرآن کریم کی تلاوت کی طرح روزانہ بخاری کے پچیس چھبیس اوراق کی تلاوت فرماتے۔ طالب علمی کے دور میں کبھی کبھی آپ تگاب شریف نامی قریہ میں تشریف لے جاتے، وہاں فرید دوراں شیخ المشائخ حضرت مولانا سلطان تگابی رحمۃ اللہ علیہ کا مزار شریف تھا جو اپنے زمانے کے فرید عصر اور صاحب خوارق کثیرہ تھے، اور ان کی کئی کرامات بعد از وصال بھی مشہور تھیں اور مولانا صاحب

مبارک اکثر ان کے مزار شریف پر حاضری دیا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت سلطان محمد تگابی رحمۃ اللہ علیہ کے تمام علوم مجھے عطا ہو گئے اور اس خواب کے بعد مجھ پر علوم معارف اور فنون کے دروازے کھلتے چلے گئے۔ جس کتاب پر میں نظر کرتا تو اس کے مطالعے میں مجھے کوئی دقت محسوس نہ ہوتی اور میں کتاب کی تہہ تک پہنچ جاتا۔

در مدرسہ ہائے کشور غیب

تحصیل نمودہ علم لاریب

آپ مبارک کے علمی وادبی حلقوں میں مقام کو سمجھنے کیلئے آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے جنہیں حتی المقدور انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ آپ مبارک نے، صرف ونحو کی تعلیم کا آغاز اپنے زمانہ کے بڑے بڑے قابل علماء سے کیا اور انہیں سے علوم کا اختتام ہوا یہاں تک کہ آپ آسمان علم وتحقیق کے آفتاب بن کر چمکے۔ آپ مبارک کو تلاوت کلام پاک سے از حد محبت تھی۔ آپ مبارک پانچ گھنٹوں میں مکمل قرآن کریم کی تلاوت فرما لیتے۔ آپ قرآن پاک کے اٹھارہ پاروں کے حافظ تھے۔ جب تلاوت فرماتے تو آنکھیں اشک بار ہو جاتیں۔ آپ نے صیام داؤدی کے مطابق روزے رکھے کیونکہ سیدنا داؤد علیہ السلام نے پانچ سال روزے رکھے تھے۔

بیعت و ذکر: آپ مبارک نے اپنے وقت کے عظیم المرتبت شیخ سلطان الاولیاء شمس العارفین سراج السالکین حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ذکر حاصل کیا۔ آپ نے بہت کم وقت میں اپنے شیخ کامل و مکمل کی صحبت میں رہ کر کمال حاصل کیا اور حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں اور خلفاء کرام میں بہت بلند مقام حاصل کیا

۔حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی کے سلسلہ طریقت کو بہت عروج حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ بہاریں عطا فرمائیں۔

چمن میں پھول کا کھلنا تو کوئی بات نہیں
رہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

کوئی آدمی جب مولانا صاحب مبارک کی صحبت میں آبیٹھتا تو آپ مبارک کی کمال توجہ کی برکت سے بہت جلد مقام ولایت پر سرفراز ہو جاتا، گویہ کہ آپ مبارک کی محفل اولیاء کرام کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ اگر آپ مبارک کسی بھی عالم دین سے گفتگو فرماتے تو وہ عالم خود کو علوم سے عاری اور اپنے آپ کو محض عوام سمجھتا کیونکہ آپ مبارک دقائق اور معارف اکثر قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی نصوص سے بیان فرماتے تھے، اور سامعین تو حالت اضطراب میں رہ جاتے.

کرامات: آپ مبارک صاحبِ خوارق وکرامات تھے، ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید اپنی کمزور بچی سمیت سیلاب کے پانی میں گر گیا، بے یارو مددگار ہونے کی وجہ سے کبھی کسی پتھر پر ہاتھ ڈالتا اور کبھی کسی جھاڑی پر۔ اچانک اس کے دل میں مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد موجزن ہوئی تو اس نے آپ مبارک کو پکارا، اس کے سامنے ایک ہاتھ برآمد ہوا جس نے انہیں خشکی پر پہنچا دیا۔

اسی طرح عبدالرزاق نامی شخص جو "بزکشی" (بزکشی ایک کھیل ہے جو افغانستان میں کھیلا جاتا ہے) کھیلتا تھا۔ دوران کھیل اچانک زین سمیت گھوڑے کی کمر سے پیٹ کی طرف پھسل کر لٹک گیا، اگر گر جاتا تو گھوڑے کے پاؤں تلے روندا جاتا۔ اس نے اس پریشانی کی حالت میں سرکار مولانا صاحب علیہ الرحمہ کو یاد کیا تو ایک غیبی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس کو زین سمیت اوپر کر دیا۔ جب یہ واقعہ عبدالرزاق نے مولانا صاحب مبارک کے مریدوں اور عقیدت مندوں

سے ذکر کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی، کہ فلاں دن ہم نے حضرت مولانا صاحب مبارک کو ''عبد الرزاق''، ''عبدالرزاق'' فرماتے سنا تھا۔ اور ہم اس وقت حیران ہوئے کہ حضرت مولانا صاحب کس کو بلا رہے ہیں؟۔

ان کے علاوہ اور بہت سی کرامات ہیں جن کو یکجا کیا جائے تو ایک مبسوط کتاب بنے گی۔

آپ مبارک لباس فاخرہ وعمدہ پہنتے تھے۔ خصوصاً آپ سیاہ اور سبز دستار پسند فرماتے تھے۔

از درون شد آشنا واز برون جی گانہ شد

کایں چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

حضرت مولانا شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد آپ کامل ومکمل اشخاص کی تلاش میں مختلف مزاروں پر گئے اور مشائخ کبار علیہم الرحمہ سے ملاقاتیں کیں، مگر دل کو تسلی نہ ہوئی۔ جو چیز آپ مبارک کو قبلہ شاہ رسول طالقانی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی تھی اس کا دوسری جگہ عشر عشیر بھی نظر نہ آیا۔ دل کی تمنا تھی کہ شاہ صاحب علیہ الرحمہ جیسا شخص دوبارہ مل جائے اور اس سے فیض حاصل کر کے روحانیت کی پیاس مزید بجھائی جائے، مگر ایسا کہیں نظر نہ آیا۔ ایک بات قابل غور ہے کہ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی اور سیدنا اخندزادہ سیف الرحمٰن مدظلہما آپس میں پیر بھائی تھے۔ مولانا صاحب مبارک نے سلاسل اربعہ کا مروجہ سلوک حضرت شاہ رسول طالقانی سے مکمل کیا تھا مگر سرکار اخندزادہ مبارک مدظلہ ابھی ابتدائی سلوک میں تھے کہ حضرت شاہ رسول طالقانی کا انتقال ہوگیا۔ اس وجہ سے سرکار اخندزادہ مبارک مدظلہ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ اگرچہ سلسلہ نقشبندیہ میں پانچ لطائف جاری ہوگئے تھے، مگر باقی سلاسل کے ساتھ ساتھ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بھی تمام اسباق ومراقبات مکمل کئے۔

سرکار اخندزادہ مبارک تو شاہ صاحب کیانتقال کے بعد مولانا محمد ہاشم سمنگانی سے مل

گئے مگر مولانا صاحب علیہ الرحمہ کو شاہ صاحب کے بعد ایسا شخص نہیں ملا۔ حضرت مولانا محمد ہاشم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کے آخری چند سال طریقت وارشاد کا کام کیا، مگر ہر کس و ناکس کو آپ فوراً بیعت نہیں فرماتے تھے اور آنے والے سالک کو ایک ہی نظر میں مکمل پڑھ لیتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

اتقوا فراسة المومن فانه ينظر بنو ر الله عزوجل مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ نور سے دیکھتا ہے۔

آپ کے خلفاء کرام: حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء کی تعداد تیس کے قریب تھی وہ خلافت عطا کرنے میں جلدی نہیں فرماتے تھے اور اسباق بھی وقت کے ساتھ تبدیل کرتے تھے۔ آپ مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت بہت پُر اثر ہوا کرتی تھی، جو آتا اس میں گم ہو جاتا اور اس کا آپ کی صحبت سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ صرف وہ لوگ جو دنیاوی نام ونمود کو پسند کرتے وہ آپ کی صحبت سے کچھ حاصل نہ کرتے۔

"قدر ایں می ندانی بخدا تانہ چشی"

جب تک کسی چیز کو چکھا نہ جائے اس کا ذائقہ معلوم نہیں ہوتا۔

اکثر اوقات جس طرح لوگ عام مشائخ کبار کو تحفہ دیتے یا خدمت کرتے ہیں تو آپ کی بھی معتقدین خدمت کرتے تو آپ فوراً اسی وقت غرباء اور مساکین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ آپ نے کبھی دنیا کی زیب و زینت کو اپنے اوپر سوار نہ ہونے دیا اور اسے کوڑی کے برابر بھی اہمیت نہ دی۔ آپ کے قریبی احباب جانتے ہیں کہ آپ مبارک نے مال و دولت کو اپنے لئے کبھی بھی جمع نہیں فرمایا، بلکہ اکثر اوقات اسے غرباء و مساکین میں تقسیم فرمادیا۔ میرے مرشد گرامی حضرت سیدنا اخندزادہ مبارک مدظلہ نے مال کی تقسیم کی بابت بہت عمدہ جملہ استعمال فرمایا

کہ "نا طمع ...... نہ جمع ...... نہ منع" کوئی لے آئے تو لالچ نہیں ۔ آجائے تو جمع نہیں ۔ کیونکہ مال جمع کرنا فقر نہیں ۔ اور اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے تحفہ دیتا ہے تو سنت رسول ﷺ ہے کہ صدق دل سے اسے قبول کیا جائے اور اسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا جائے ۔ حضرت قیوم زماں سیدنا و مرشدنا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کا یہی طریقہ کار تھا ۔ جیسا کہ میرے عالی مرتبت مرشد اخندزادہ مبارک مدظلہ کا عمل ہے کہ ہزاروں غرباء کی دادرسی فرماتے ہیں اور کئی خاندان آپ مبارک کی وجہ سے چل رہے ہیں ۔ اور آپ کے در اقدس کے نمک خوار ہیں ۔ اور آپ کا آستانہ غریبوں، فقیروں اور مسکینوں کا مرکز بنا ہوا ہے ۔ اس کے علاوہ آپ وہ دولت عظمیٰ اور نعمت کبریٰ صبح و شام فی سبیل اللہ تقسیم فرما رہے ہیں جس سے لاکھوں دنیا سیراب ہو رہی ہے اور آگے جا کر دنیا والوں کو مزید سیراب کر رہی ہے ۔

حضرت اخندزادہ مبارک مدظلہ کا سینہ مبارک جو مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت سے سیراب ہوا اور سرکار اخندزادہ مبارک نے اپنے اٹھارہ ہزار خلفاء کو سیراب کر کے ایسی جماعت تیار کی ہے جس سے ایک جہاں فیض یاب ہو رہا ہے اور دن بدن اس سلسلے کو عروج واقع ہو رہا ہے ۔

حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کو علوم معارف اور تصوف میں ایسی مہارت حاصل تھی کہ جو حقائق و معارف آپ کے پاس تھے وہ دوسرے ہم عصر علماء و مشائخ کو حاصل نہ تھے ۔ خصوصاً آپ مبارک کو مکتوبات امام ربانی اور مثنوی شریف مولانا روم میں بہت مہارت حاصل تھی ۔

وفات: آپ اکثر و بیشتر بیمار رہتے اور مختلف قسم کی بیماریاں اور امراض آپ کو لاحق تھے ۔ مگر آنے والے سائل توجہ اور فیوض و برکات سے ضرور نوازے جاتے ۔ جب آپ کی عمر 42 سال

ہوئی تو تکالیف مزید بڑھ گئیں۔آپ کوٹی بی اور تپ دق کا عارضہ لاحق ہوگیا۔علاج کی غرض سے آپ پاکستان تشریف لائے مگر بقضائے الٰہی 9 شوال المکرم 1391 ہجری کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اولاد: آپ مبارک نے دو شادیاں فرمائیں پہلی شادی مرزا حضرت کی بیٹی کے ساتھ اور دوسری شادی حضرت اخندزادہ مبارک کے بڑے بھائی بادشاہ لالہ مولانا عبدالباسط علیہ الرحمہ کی بیٹی کے ساتھ۔پہلی بیوی سے دو صاحبزادے پیدا ہوئے۔اور دوسری بیوی سے اللہ تعالیٰ نے ایک صاحبزادی عطا فرمائی جس کا نام بی بی فاطمہ ہے۔آپ اخندزادہ مبارک دامت برکاتہ کے بھائی کی نواسی ہیں اور ان کی والدہ اور مخدوم زادہ علامہ محمد سعید احمد حیدری جو سرکار مبارک کے بڑے بیٹے ہیں دونوں ہمشیر ہیں یعنی دودھ کے بہن بھائی ہیں۔اس لحاظ سے قبلہ حیدری صاحب مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کی دختر نیک اختر کے ماموں لگے اور اخندزادہ مبارک علیہ الرحمہ کی پہلی زوجہ کی تمام اولاد ان کی خالائیں اور ماموں ہوئے اس وجہ سے محترمہ بی بی فاطمہ سرکار اخندزادہ مبارک کے گھر میں زیادہ جاتی ہیں۔

قیوم زماں حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی علیہ الرحمہ کا عرس ہر سال 9 شوال المکرم کو آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد لکھوڈیر میں بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔

شیخ الحدیث فقیہ العصر حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پیرارچی خراسانی

نام ونسب: آپ کا نام "سیف الرحمٰن" اور لقب "حضرت مبارک صاحب" تھا مگر آپ اور بہت سے القابات سے بھی پہنچانے جاتے تھے۔ مثلاً مجدد ملت، قیوم زمان، قطب الارشاد، پیر صاحب باڑہ شریف وغیرہم۔ آپ کے والد محترم کا اسم گرامی صوفی باصفا قاری محمد سفراز خان قادری (رحمۃ اللہ علیہ) تھا جبکہ مزید نسب نامہ کچھ یوں ہے......

سیف الرحمٰن بن قاری سرفراز خان بن محمد حیدر بن بن محمد علی بن بابا نور علی قوم موسیٰ خیل مہمند

ولادت باسعادت:۔ آپ کی ولادت باسعادت 1339ھ کو کوٹ بابا کلی (افغانستان) نزد جلال آباد میں ہوئی۔

تعلیم وتربیت: ابتدائی تعلیم آپ مبارک نے اپنے والد بزرگوار سے شروع فرمائی ابھی آپ کی عمر آٹھ سال تھی کہ والدہ صاحبہ کا انتقال ہو گیا۔ کچھ علم حاصل کرنے کے بعد آپ نے مزید علم کے لیے افغانستان کے علاوہ موجودہ پاکستان اور اس زمانہ کے ہندوستان کا رخ کیا ، پشاور اور اس کے مضافات میں اس وقت مشہور علماء کرام سے پورا پورا علمی استفادہ کیا اور علم ظاہر میں کمال حاصل کیا۔

بیعت وذکر: طالب علمی کے اوئل میں ہی اپنے دوست واحباب کے توسط سے اس زمانہ کے عظیم المرتبت شیخ استاذ العلماء جامع معقول ومنقول شیخ المشائخ علامہ شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت وذکر کی سعادت حاصل کی اور ان کی پہلی ہی توجہ سے عالم امر کے پانچوں لطائف ذاکر ہو گئے اور ذکر چلتا ہوا نظر آنے لگا مگر ابھی کچھ عرصہ گزار تھا کہ اخندزادہ مبارک کو مولانا صاحب شاہ رسول کے وصال کی اطلاع ملی ، آپ اس سے از حد رنجیدہ خاطر ہوئے اور ساتھ ہی کسی شیخ کامل ومکمل کی تلاش شروع کر دی۔ آپ شاہ صاحب سے فیض کا ذائقہ چکھ

چکے تھے اب دوبارہ اسی لذت کو حاصل کرنے میں کوشاں تھے۔ کافی معلومات کے بعد اسی شیخ کامل ومکمل کے نامور خلیفہ قیوم زمان علماء ومشائخ کی زینت صاحب وقت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ سے دوبارہ ذکر وبیعت کی سعادت حاصل کرنے کے بعد ان سے مکمل تربیت حاصل کی۔ انہوں نے سرکار اخندزادہ مبارک کو اپنا نائب مقرر فرمایا ساتھ ہی یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ جو اخندزادہ سیف الرحمٰن کو مقبول ہوگا وہ مجھے مقبول ہے اور جو ان کو مردود ہوگا وہ مجھے مردود ہے عبارت کچھ اس طرح ہے۔

"مقبولہ مقبولی ومردودہ مردودی"

درس وتدریس: حضرت اخندزادہ مبارک نے اپنی عمر کا کافی حصہ درس وتدریس میں صرف فرمایا اور ساتھ ساتھ طریقت وارشاد کے کام کو بھی جاری رکھا اور آپ ایک اعلیٰ پائے کے معتبر عالم ہونے کی وجہ سے کثیر تعداد میں علماء کرام کے مرجع ہوئے۔ آپ کے علمی کمالات کی وجہ سے افغانستان وپاکستان کے طول وعرض میں شہرت تھی۔ یہی وجہ ہے کہ پشاور کے علاوہ ڈاگئی صوابی کے مشہور ومعروف عالم دین جو طالبان حکومت کی طرف سے شیخ الحدیث کی حیثیت سے مرکز کابل کے مرکزی جامعہ میں مقرر کئے گئے۔ انہوں نے اس زمانہ میں دشت ارچی میں حاضر ہو کر ذکر وبیعت کی سعادت حاصل کی اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ سرکار اخندزادہ مبارک کی شہرت علمی وروحانی کس قدر پشاور وافغانستان میں دور دور تک تھی۔ برصغیر پاک وہند اور روس کی آزاد ریاستوں کے علاوہ براعظم ایشیاء وبراعظم افریقہ تک جو اسلام کی کرنیں ظاہر ہوئی ہیں وہ ان نامور علماء مشائخ کی برکت ہے جنہوں نے دین اسلام کے ہر شعبہ کی نشوونما میں اہم کردار ادا کیا۔ آپ مبارک کا شمار ان علاقوں کے ان علماء ومشائخ میں ہوتا تھا جنہوں نے تقریباً ہر فن میں کام کیا اور گوہر افشانیاں کی ہیں۔ راقم الحروف کے پاس سرکار اخندزادہ کے ایسے ایسے نایاب

مکتوبات موجود ہیں کہ اہل علم ان کو پڑھ کر آپ مبارک کے علمی کمال پر ششدر رہ جاتے ہیں موجودہ دور کے علماء ومشائخ محدثین اور مورخین نے آپ مبارک کے علمی کمالات اور فضل وکمال کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے اور آپ مبارک کی علمی خدمات کو دادِ تحسین پیش کی ہے اور ہر مکتب فکر میں آپ قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ طبقہ محدثین میں آپ مبارک کی شناخت ایک عظیم محدث کی تھی اور طبقہ فقہا میں مجتہد اور مجدد ملت کے مبارک القابات سے آپ کو یاد کیا جاتا تھا اور صوفیاء کی مقدس جماعت میں علامہ بلخی جیسے علماء کرام آپ مبارک کو "غزالی ،رازی" اور وقت کے "شیخ ہندی" اور "جنید وقت" اور وقت کے "ہجویری" اور "بایزید زمانہ" کے مقدس ومطہر الفاظ سے یاد کرتے تھے۔ آپ مبارک کے تقویٰ کا اعتراف تو آپ مبارک کے پیر حضرت مُرشدنا قیوم زمان مولانا محمد ہاشم سمنگانی کو بھی تھا جس کی وجہ سے آپ اخندزادہ مبارک کو مصلیٰ امامت پر کھڑا فرماتے اور ان کی اقتداء پر فخر کرتے اور خواب کے اندر بعض خلفاء کرام نے آپ کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حکم پر امامت کرتے دیکھا جو آپ مبارک کی نیابت پر دال ہے جیسے حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی زندگی میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امامت کا حکم فرمایا اور ایسا ہی سیدنا عبدالرحمٰن ابن عوف کو بھی۔

آپ مبارک کا تقویٰ: ایک شیخ وعالم دین کا سب سے بڑا وصف اور کمال یہ ہے کہ وہ زہد وتقویٰ اور خشیت الٰہی کی دولت بے بہا سے مالا مال ہو۔ علم والوں کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ نے اِن الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے **انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء** (سورۃ فاطر 6/1)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں

سرکار اخندزادہ مبارک جہاں علوم ومعارف میں یگانہ روزگار تھے اور نابغہ عصر تھے اسی طرح اپنے وقت میں تقویٰ وطہارت کے کوہ عظیم تھے کیونکہ ہم نے آپ مبارک سے بڑھ کر ابھی

تک بڑا زاہد و عابد متقی اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ڈرنے اور خوف رکھنے والا نہیں دیکھا۔ آپ اپنے وقت کے اصحاب تقویٰ وزہد کے امام تصور کیے جاتے تھے اور مفتی اعظم افغانستان استاذ الکل علامہ عبدالحئ زعفرانی فرماتے ہیں کہ سرکار مبارک زہد و تقویٰ میں متقدمین مثلاً امام ربانی "شاہ نقشبند" اور چاروں سلاسل کے اکابر حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اور قندیل نورانی شہباز لامکانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی اور شاہ شہاب الدین سہروردی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نقش قدم پر تھے اور مولانا صاحب مبارک کے بہت سے خلفاء کرام سے سنا ہے کہ سرکار اخندزادہ مبارک اپنے شیخ کے تقویٰ وطہارت میں نقش ثانی ہیں اور خود مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے اخندزادہ مبارک کے نام تحریر کردہ خط میں "ردیف کمالاتم" تحریر فرمایا تھا یعنی کمالات مولانا کا مظہر یا نقش ثانی۔

حق گوئی اور حق پرستی آپ کا ہمیشہ شعار رہا اور تقویٰ وورع میں آپ اپنی مثال آپ تھے نماز اس اطمینان اور خشوع سے ادا فرماتے تھے جس سے اکابرین امت کی یاد تازہ ہوتی تھی۔

مسائل میں استقامت: آپ مبارک کوئی موقف اختیار فرماتے، تو جذباتی تخیلات کی بنا پر نہیں اپنے پورے عالمانہ کمال و تحقیق کے بعد اختیار فرماتے، اور اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کسی عالم دین یا شیخ زمانہ کو میرے قائم کئے ہوئے موقف سے اگر اختلاف ہو تو میرے ساتھ براہ راست گفتگو کر کے مجھے قائل کرے اور یہ حقیقت ہے کہ ابھی ہدایت السالکین میں جو آپ مبارک نے موقف تحقیق فرمایا ہے اس کے بعد آپ کی استقامت نے قرون اولیٰ کے متقدمین اور متاخرین علماء و مشائخ عظام کی یاد کو تازہ کر دیا ہے۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کسی بھی مسئلہ کو ثابت کرنے کے لیے کتاب وسنت اور فقہاء امت کو تحقیقات کی طرف رجوع کی ضرورت ہوتی ہے۔ محض زور بیان یا قوت قلم

یا جذباتی گفتگو سے علمی اور دینی تحقیق کا حق ادا نہیں کیا جا سکتا۔ مسائل دینیہ میں تو افہام و تفہیم کی ضرورت ہوتی ہے کسی پر اپنا موقف زبردستی نہیں ٹھونسا جا سکتا اور دین میں تو ایسی چیزوں کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں ہوتی حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

شنیدم کہ مردان راہ خدا   دل دشمناں ہم نے کردند تنگ

ترا کے میسر شود ایں مقام   کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

سرکار اخندزادہ مبارک اکثر فرماتے تھے جس کسی کو میرے ساتھ علمی اختلاف ہے وہ ایک بار میرے پاس تو آئے میں قرآن وحدیث سے اپنے موقف کی وضاحت کروں گا۔

حضرت مبارک اور مخالفین: اس وقت آپ مبارک کے صرف خلفاء کرام کی تعداد پچاس ہزار سے تجاوز کر گئی ہے میرے اُستاد مشہور عالم دین حضرت شیخ الحدیث مولانا علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ایک تحریر میں مبارک صاحب کے بارے میں تحریر کیا تھا ۔آپ وہ ہیں جن سے لاکھوں راہ طریقت اور سالکین راہ معرفت کی اصلاح ہو رہی ہے ۔اختلاف کرنے والوں کو یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سرکار اخندزادہ مبارک پوری قوم اہلسنت وجماعت کے عظیم محسن ہیں اور ان کے ساتھ غیر اخلاقی رویہ رکھنا کیا ہمیں روا ہے؟۔

دین اسلام، درس طریقت اور تصوف کی تعلیم اس بارے میں کیا کہتی ہے۔ کیا مشائخ وعلماء کرام اپنے اخلاق عالیہ اوصاف کریمانہ سے دنیا کے دلوں کو تسخیر نہیں فرماتے حق کا اس بات پر ہی اندازہ ہو جاتا ہے جو بھی آستانہ عالیہ پر جاتا ہے تو نظر ہوتے ہی وہ وہیں کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کا دل فوراً اللہ کے ذکر سے تسخیر ہو جاتا ہے۔

اوصاف کریمانہ: آپ اخندزادہ مبارک نہایت خلیق، ملنسار اور متواضع شخصیت کے مالک تھے آفتاب و مہتاب علم وعرفاں ہونے کے باوجود عُجب، خود بینی اور ریاکاری سے دور کا بھی واسطہ

نہیں رکھتے تھے۔ سالکین سے نہایت سادگی اور بے تکلفی سے ملتے، کہ آنے والا آپ کے اخلاق کریمہ کو دیکھ کر حیران رہ جاتا، اگر آپ کی بلندی مرتبہ کو دیکھا جائے اور عاجزی اور کسر نفسی دیکھی جائے تو فوراً آپ کے اعلیٰ کمال کی طرف نظر جاتی ہے۔ مزاج مبارک میں حیرت انگیز تحمل کہ عام سالک بھی بڑی بے تکلفی سے گفتگو کر سکتا تھا۔ کیا مجال کہ آپ کی پیشانی پر شکن پڑ جائے اس کے باوجود آپ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ بڑے بڑے علماء و مشائخ جب حاضری دیتے تو ڈر سے گفتگو نہیں کر سکتے تھے مگر سرکار مبارک ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے، ہاں اگر کوئی شریعت کے خلاف بات کی یا کسی سالک نے غیر شرعی بات کر دی تو اس سے درگزر نہیں فرمایا بلکہ کتابوں سے دلائل جمع کر دیتے اور مسئلہ کی پوری پوری وضاحت فرماتے۔ سرکار اخندزادہ مبارک کے علم و فضل کے جن گوشوں کی طرف اشارہ کیا گیا یہ تمام وہ پہلو ہیں جن کا ذکر اور جن کا اعتراف ملک اور بیرون ملک کے علماء و مشائخ و مشاہیر اہلسنت والجماعت کر چکے ہیں یہ سرکار اخندزادہ مبارک کی زندگی کے وہ گوشے ہیں۔ جو لوگوں کے علم میں آگئے ہیں ان کے ایک وجود میں علم و فضل کی کتنی ہی ایسی دنیائیں آباد ہیں جن کا لوگ پتہ بھی نہیں چلا سکے اور کسی طرح لوگوں کے احاطہ علم میں نہ آسکیں۔ یہاں راقم الحروف محمد عابد حسین سیفی عرض کرتا ہے کہ سرکار اخندزادہ مبارک کی جامعیت و کمالات و معارف کے متعلق یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہوگی کہ سرکار مبارک کی جو خصوصیات دنیا پر ظاہر ہوسکیں وہ بہت قلیل ہیں اور جو پوشیدہ اور چھپی ہوئی ہیں وہ چھپی کی چھپی ہیں۔ ہم نے سرکار اخندزادہ مبارک کو جاننے کی بہت کوشش کی مگر ہم نے اس قدر ہی جانا جتنا آپ چاہتے تھے۔

سرکار اخندزادہ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے عجیب و غریب دماغی صلاحیتوں اور قابلیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ دنیائے اسلام اور موجودہ علماء و مشائخ و مشاہیر نے آپ مبارک کو اس صدی کا مجدد بغیر کسی تفریق کے تسلیم کیا۔

سرکار اخندزادہ مبارک کی خدمات: آپ مبارک کے علم وفضل وسیرت وکردار اخلاق کے ساتھ ساتھ ایک پہلو آپ کی خدمت کا ہے اس کے اتنے ہی میدان ہیں جتنے کہ علم وعرفان اور اعلیٰ فکر کے لحاظ سے آپ کی شخصیت کے پہلو ہیں۔ علم وعرفان، ادب وانشاء، مذہب وملت ، اصلاح وسیاست، تعلیم وتعلم تاریخ وجہاد وغیرہ میں آپ نے جو خدمات سرانجام دی تھیں ناقابل فراموش ہیں۔ پاکستان میں تشریف لائے آپ کو تقریباً تیس سال سے زائد کا عرصہ گذر چکا تھا، آپ کی پاکستان آمد سے لے کر آج تک اہلسنت کا کوئی ایسا پروگرام نہیں جس میں آپ یا آپ کے مریدین شامل نہ ہوئے ہوں کوئی ایسی کانفرنس نہیں یا کوئی ایسا افتتاح نہیں جس میں سیفی کثیر تعداد میں شامل نہ ہوئے ہوں۔ اس تیس سال کے اندر جس قدر بدمذہبوں کی تحریکیں چلی ہیں انہیں کچلنے میں آپ اور آپ کے غلام پیش پیش رہے ہیں۔ آپ مبارک کی شخصیت ایسی جامع الصفات ہے کہ علوم ومعارف اور فضائل ومحاسن اور ان کے اخلاقی کمالات کے اظہار اور خدمات کے تذکرے کے لیے ایک فرد کا قلم کیسے کافی ہوسکتا ہے اس کے لیے موثر ادارے ، اکیڈمیاں قائم کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کے تحریر کردہ مکتوبات، ملفوظات اور بڑے بڑے نوادرات موجود ہیں جس پر صدیوں کام ہوسکتا ہے آپ کے کتب خانہ اور اکثر کتابوں پر آپ کا تحریر کردہ حواشی پر کافی کام ہوسکتا ہے صرف اور صرف آپ کے تربیت یافتہ خلفائے کرام پر کام کیا جائے تو وہ بھی کافی توجہ طلب کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے احرار پیدا فرمائے جو اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکیں۔

سرکار اخندزادہ مبارک اور مقام عزیمت: سرکار اخندزادہ مبارک نے جس کو غلط سمجھا اس کو غلط ہی کہا اور جس بات کو آپ مبارک نے حق اور صحیح جانا بابانگ دہل صحیح کہا اور اس کے لیے سینہ سپر ہوگئے آپ مبارک کے نزدیک معاملات میں عوام کا اشتعال اور دوستوں کی

ناراضگی فضول اور اضافی اشیاء تھیں مخالفتوں کے طوفان آئے اور بڑے بڑے صاحبان عظمت وہمت تنکوں کی طرح بہہ گئے لیکن اس کوہ استقلال کو کوئی چیز اس کی جگہ سے جنبش نہ دے سکی۔ یہ اس صاحب کمال کا کمال ہے کہ جس نے روس جیسی سپر طاقت کو بھی اپنے عزم واستقلال کے سامنے دیکھنا بھی گوارانہ کیا۔ عوام اور مخالفین کے سیلاب کے آگے بڑے بڑے خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے اور رہنمائی کے مقام بلند سے ترجمانی کے مقام اسفل میں اتر گئے لیکن سرکار اخندزادہ مبارک کے نزدیک عوام کے جذبات کتنے ہی تندو تیز کیوں نہ ہوں انہیں رہنمائی کا مقام نہیں دیا جاسکتا چنانچہ جب آپ کو لوگوں کے اشتعال اور ان کی ناراضگیوں کا سامنا کرنا پڑا تو آپ نے لوگوں کو مخاطب کر کے صاف صاف فرمادیا کہ ایک بات یادرکھو کہ ایک لمحے کے لیے بھی نہ بھولو، تم مجھ سے ساری فرمائشیں کر سکتے ہو مجھ سے سب کچھ لے سکتے ہو مگر ایک منٹ کی خاطر ایک منٹ کے پچاسویں حصے کے لیے بھی میری نسبت یہ توقع نہ کرنا کہ میں نے جس حقیقت کو اپنی بصیرت کی روشنی میں دیکھ لیا ہے ٹھیک اسی طرح جس طرح تم اس سورج کو دیکھ رہے ہو اس حقیقت سے ایک انچ بھی نہ ہٹوں گا۔ زمانے کی تلخیاں یا کروڑوں کا لالچ جو بھی ہو وہ مجھے اس حقیقت سے برگشتہ نہیں کر سکتا لوگوں کی خواہش، حقیقت کے سامنے چیز ہی کیا ہے ۔میں راقم الحروف اور چند خلفاء جس میں میاں محمد سیفی، مفتی احمد دین توگیروی رحمۃ اللہ علیہ ،گلزار احمد سیفی حالات اور زمانے کے پراپیگنڈہ سے تنگ آکر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی مولوی پیر محمد چشتی والے مسئلہ نے ہمیں بہت پریشان کیا ہوا ہے اگر آپ اس بارے میں کچھ خاموشی اختیار فرمالیں تو بہت جلد موجودہ حالات اچھے ہو جائیں گے۔ آپ مبارک کی عزیمت کا یہ حال تھا کہ فرمایا" اگر میرا فرزند محمد سعید قتل ہو جائے اور تم مجھے اس قتل کی معافی کا کہو تو تم خلفاء کے کہنے پر اس کی دیت معاف کرنے کو تیار ہوں مگر مسائل دینیہ میں کسی قسم کا کوئی ردوبدل ہونا ممکن نہیں،" اگر تم میرے خلفاء ومریدین مجھے حق سے روگردانی کا کہو گے تو تم تین چار مریدوں

سے مجھے کچھ فرق نہیں آتا مگر حق اور مسئلہ کو بدلنا ممکن نہیں۔ اگر تم تمام مرید مجھے چھوڑ دیں تو بھی میں حق سے نہیں رکوں گا یہاں تک کہ مخالفین نے آپ کے ملک بدری کی بھی کوششیں کی اس پر فرمایا۔ پہلے بھی افغانستان سے پاکستان میں نے ہجرت اللہ کے لیے کی تھی اور اگر حق کی وجہ سے دیگر کسی اور جگہ جانے کی ضرورت پیش آئے تو فقیر سیف الرحمٰن اس کے لیے بھی تیار ہے کیونکہ ایمان اور اسلام کے مقابلہ میں مکان اور جگہ اور ملک وملت کی کوئی اہمیت نہیں یہ تو خس وخاشاک کے ڈھیر ہیں حقیقت کے آگے مٹی کے ڈھیر کی کیا حیثیت۔؟

آپ فرماتے تھے ہمیں جو کچھ بھی حاصل ہوا ہے وہ حق اور ثابت قدمی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے اور طریقت اور شریعت کی روشنی سے سب کچھ ملا ہے۔ ہم نے اس کی ہمیشہ پیروی کی ہے اور اس کی روشنی میں اپنی راہ کو خود تیار کیا ہے۔ کسی قسم کا لالچ ہمیں لبھا نہیں سکتا۔ کسی کی ہیبت نا کی ہمیں اللہ کے فضل وکرم اور حضور سرور عالم ﷺ کے صدقہ اور وسیلہ سے مرعوب نہیں کر سکتی جس راہ کو درست حق اور سچی سچائی سمجھ کر سچائی کے ساتھ بصیرت کی روشنی میں اختیار فرمایا ہے اسی جادہ حق وصواب پر آج قائم ہیں اور اس کے نتائج کو انتہائی قریب سے دیکھا ہے اور کامیابی کی منازل بہت جلد آسان ہوں گی۔ حقیقت بہر حال حقیقت ہے یہ وہی مقام عزیمت ہے جہاں پر امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قید وبند کی سختیوں کو لبیک کہا، سرکار اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک کے حصے میں بھی تلخیوں کے گھونٹ اور اپنوں کے زخم اور نفرتوں کے جام آئے، آپ نے صبر وشکر کیساتھ ان کو پیا اور ہمیشہ اپنوں کو دعا دی اور ان میں جو بھی جب بھی توبہ کر کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوا تو سب کچھ بھلا کر آپ مبارک نے سینہ سے لگایا اور آپ کا فرمان ہمیشہ رہا ہے کہ بھائی ہم سے ملاقات تو کرو ہمیں دیکھو تو سہی، ہمارے پاس بیٹھو تو سہی ہم سے بات کر کے تو دیکھو۔

ارشاد و طریقت کی خدمات: چونکہ آپ اس عمر میں پہنچ گئے تھے کہ سلسلہ تدریس اور علم ظاہر کا کام کماحقہ نہ کر سکتے تھے اس لئے آپ نے اس خدمت پر اپنے فرزندوں کو معمور فرما دیا تھا جنہوں نے اپنے والد گرامی کے نام پر دھبہ نہیں آنے دیا اور درس و تدریس میں گرانمایہ خدمات سرانجام دیں اور دے رہے ہیں۔

''اللہ کرے ذوق علم اور زیادہ''

خانقاہی نظام کی باگ دوڑ چھوٹے دونوں فرزندان قاری محمد حبیب سیفی اور احمد سعید المعروف یار جان کے ہاتھ ہے جو مدرسے کے تدریس و نظامت کے ساتھ ساتھ خانقاہ پر آئے ہوئے مہمانوں کی خدمت میں شب و روز مصروف عمل ہیں ان انتظامات سے فراغت کے بعد حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ تلقین وارشاد اور اصلاح خلائق کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو گئے تھے اور اپنی بقیہ زندگی طالبان حق راہ طریقت کی خدمت گزاری کے لئے وقف کر دی تھی لہذا روزانہ پاکستان و افغانستان اور دیگر خارجی ممالک سے آئے ہوئے سالکین کو ذکر و فکر کی دولت عظمیٰ سے نوازتے رہے، ڈاکٹرز، وکلاء، بزنس مین، سیاسی و سماجی اراکین سمیت مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کی خاصی تعداد آپ سے فیوض و برکات حاصل کر کرتی رہی۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے عقیدت و محبت: حضرت مبارک صاحب کو امام الأئمہ کشف الغمہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے از حد محبت و الفت تھی اور آپ اس بات کا اظہار بڑے فخریہ انداز میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہمیں حضور سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی رضی اللہ عنہ کا مقلد بنایا۔ یہ آپ کی محبت و الفت تھی کہ کبھی بھی دوران تبلیغ فقہ حنفی کی تعلیم کو نظر انداز نہیں کیا اور نہ ہی کبھی کسی کو اس کے خلاف بات کرنے کی اجازت دی۔ فقہ حنفی پر آپ کے پاس اس قدر دلائل و براہین تھے کہ بڑے بڑے صاحبان علم

بات کرنے سے پہلے استخارہ کرتے۔

عقائد کا کام مسلک اہلسنت کے عظیم پیشوا حضرت سیدی ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق فرماتے تھے۔آپ کے ہاتھوں پر کثیر تعداد میں غیر مسلم دولت اسلام سے مشرف ہوئے اور اب اپنے احوال کی اصلاح سلسلہ عالیہ سیفیہ کی توجہات کے مطابق کر رہے ہیں۔اسی طرح کئی بدقماش شرابی، زانی، کاذب جو طرح طرح موذی امراض میں مبتلا تھے وہ آپ کی نظر کیمیاء میں آتے ہی ایسے اصلاح والے راستے پر گامزن ہو گئے کہ ان کی پہلی زندگی کو جاننے والے افراد انگشت بدندان رہ گئے۔آپ کے مریدین میں ایسے ایسے ناخواندہ حضرات جو اپنا نام تک نہیں لکھ سکتے تھے ان کو آپ نے کیمیائے توجہ سے ایسا تیار کیا کہ وہ آج علماء ومشائخ کا مرجع ہیں، میں نے حضور امام ربانی کی توجہ سے ایک چرواہے کا واقعہ پڑھا ہے جس کو آپ نے جمعہ پڑھانے کا حکم صادر فرمایا تھا تو لوگوں نے عرض کیا تھا حضور یہ تو چرواہا ہے اور بالکل ناخواندہ ہے۔مگر امام ربانی کی توجہ کی برکت سے اس نے اپنی تقریر میں ایسے نکات ومعارف بیان کیے جس پر اس زمانے کے علماء حیرت زدہ ہوئے لیکن اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک نے تو اس زمانے میں ایسے کمالات دکھائے ہیں کہ لفظ حیرت کو بھی حیرت میں ڈال دیا ہے۔

کرامات وخوارق عادات: حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی اور اہم کرامت یہ ہے کہ آپ کے تمام مریدین متبع سنت ہیں۔اس دور میں کسی کو راہ سنت کا مسافر بنا دینا کسی طور بھی کرامت سے کم نہیں۔مگر آپ سے بہت سی خوارق عادات ہا تھ بھی ظاہر ہوئی جن کو اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو وہ بھی اتباع سنت کا ہی نتیجہ ہیں۔ایک بار راقم الحروف سرکار مبارک کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ کسی شخص کو توجہ فرما رہے تھے مگر وہ

کیفیت روکنے کی پوری کوشش میں تھا بعد میں معلوم ہوا وہ ایک نامور ڈاکٹر تھا اور اپنے آپ کو ان مجذوبوں میں نہیں ڈالنا چاہتا تھا یا ان کی چیخ و پکار و حال و مستی کی کیفیت میں اپنے آپ کو ڈالنے سے گریزاں تھا۔ جب اس کیفیت کو وہ نہ روک سکا اور ان مجذوبوں کی طرح خود بھی اس حال میں مست ہوا تو اس کا جملہ ابھی تک مجھے یاد ہے کہ "آج سائنس فیل ہوگئی ہے" اور اسی جملے کو بار بار دہراتا تھا جب اسے ہوش آیا تو میں نے کہا یہ کیفیت دوبارہ چاہو گے؟ یا دوبارہ یہاں آؤ گے؟ تو کہنے لگا میٹھا شربت پینے سے پہلے اس کا ذائقہ کون بتا سکتا ہے اب تو چاہتا ہوں کہ اب پوری زندگی آستانہ کی خدمت گزاری میں صرف کردوں۔

ایک فلمسٹار حضور غوث جہاں سرکار مبارک کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا بس اس پر نظر ہوتے ہی ایسی تبدیلی واقع ہوئی جس کا اندازہ اس فلمسٹار کو بھی نہ تھا۔ اس کے دل کی کایا پلٹ گئی۔ اسی دوران وہ کسی فلم میں ہیرو کے طور پر کام کر رہا تھا اور سید ہجویر سیدنا داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر تقریبات عرس کی نشست کی صدارت سیدی و مرشدی سرکار اخندزادہ مبارک فرمانے کے لیے تشریف فرماتے تو اچانک اس فلمسٹار پر نظر پڑ گئی۔ سرکار مبارک کی توجہ نے اسے ایسا تبدیل کیا کہ چہرے پر داڑھی کی زینت اور سر پر عمامے کا تاج ایسا سجا کہ دیکھنے والے اس فلمسٹار کو مفتی و قاضی اور علامہ تصور کرنے لگے کہ ظاہری شکل و صورت کی تبدیلی نے علامہ بنا دیا۔ اس کے ساتھیوں نے اسے کہا صوفی صاحب یا علامہ صاحب مہربانی کرو ہماری فلم کی شوٹنگ مکمل کروا دو۔ ابھی ایک دو پارٹ باقی رہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے تبدیل کرنے والے نے ایسا بدل دیا ہے کہ شوٹنگ کے تصورات کو بھی میرے دل و دماغ سے ختم کر دیا ہے۔

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

تو ساتھیوں نے بہت اصرار کیا مگر وہ تیار نہ ہوئے جب اس بات سے مایوس ہو گئے

کہ داڑھی تو اب کبھی نہیں کٹائے گا تو انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ اگر تو داڑھی نہیں کٹوانا چاہتا تو ایسے ایسے کیمیکل ہیں تو ان کا لیپ کرنے سے یا میک اپ کا ایسا طریقہ اپنائیں گے کہ داڑھی بھی چھپ جائے گی جب وہ ان کی اس بات میں نہ آیا تو انہوں نے کہا ارے بھئی ہمارا لاکھوں کا نقصان ہو رہا ہے ہم تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے لہذا تم میک اپ کروا کے ہمارا نقصان بچاؤ تو اس نے جواب دیا کہ اگر میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھپا لوں گا اس سے میرا بھی کافی نقصان ہو گا انہوں نے کہا تیرا کیا نقصان ہو گا ہمارا تو نقصان یہ ہے کہ ہماری فلم نامکمل ہونے کی وجہ سے کسی کام کی نہیں جب تک آخری پارٹ پورے نہیں ہوں گے اس وقت تک ہم اسے ریلیز نہیں کر سکتے تو سالک سابقہ فلمسٹار کا یہ ایمان افروز جملہ تاریخ میں لکھنے کے قابل ہے کہ ''اگر تمہیں مالی نقصان کا خطرہ ہے تو مجھے اپنے دولت ایمان کا خطرہ ہے جو کامل و مکمل مرشد کی توجہ سے حاصل ہوا ہے'' تو انہوں نے عدالت میں اس فلمسٹار کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا کہ عدالت اس کو حکم کرے کہ فلم کا باقی حصہ داڑھی کٹوا کر مکمل کرے ورنہ جو فلم پر اخراجات ہوئے ہیں وہ اس پر ادا کرنا لازم ہو جائیں گے اور عدالت اس سے وصول کر کے ہمیں دلوائے۔ اس نے اپنی اس پریشانی کو اپنے مرشد کی عدالت میں عرض کیا تو مرشدی نے فرمایا تم عدالت میں زیور سنت مصطفی ﷺ کو آراستہ کر کے جاؤ تو اللہ تعالیٰ ضرور فضل کرے گا تو وہ سالک پہلی تاریخ پر جب حاضر ہوا تو اس کی شکل و صورت دیکھتے ہی جج نے اسے بری کر دیا.

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

مسجد حضور سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے خطیب علامہ محمد مقصود احمد چشتی قادری نے سرکار اخندزادہ مبارک کے بارے میں اپنے تاثرات رقم فرماتے ہوئے تحریر کیا تھا کہ اخندزادہ

سیف الرحمٰن ایسی ہستی کے مالک تھے کہ جن کی فقط زیارت سے کئی افراد کی زندگیاں تبدیل ہو کر رہ گئی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی چیز سے اندازہ لگایا ہے کہ آپ اللہ کے کامل ولی ہیں جس کی فقط زیارت سے ہی انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اس طرح کے کئی واقعات جو اعداد وشمار سے باہر ہیں یہاں میں نے صرف بطور نمونہ درج کیے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سرکار اخندزادہ مبارک کی قبر کو روشن کرے جنہوں نے سنت خیر الانام کے دیئے مسلمانوں کے قلب وذہن میں روشن فرمائے۔

سرکار اخندزادہ مبارک اور ان کے مشائخ: برصغیر پاک وہند میں تجدید واحیائے دین کا جو کام سرکار مبارک نے سرانجام دیا ہے وہ اپنے وقت میں تاریخی حیثیت ضرور اختیار کرے گا ہر دور میں مشائخ نے دین مذہب، ملک وملت کے لیے گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں مثلاً سرکار مبارک کے شیخ مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمتہ اللہ علیہ اگر چہ مولانا صاحب کا افغانستان سے پاکستان تشریف لے آنا روسی قبضہ سے پہلے ہے مگر ان حالات کا جو مولانا صاحب کے وصال کے بعد رونما ہوئے ہیں انہوں نے تذکرہ اور پیش گوئیاں اس زمانے میں ارشاد فرمائی تھیں۔ راقم الحروف نے سرکار اخندزادہ مبارک کے علاوہ مولانا صاحب کے متعدد رفقاء سے وہ سنی۔ حضرت اخندزادہ مبارک کے برادر اکبر حضرت پیر طریقت مولانا عبد الباسط المعروف باچا لالہ وہ مولانا صاحب کے رفیق خاص اور سسر کے علاوہ وہ معتمد خاص بھی تھے جن کو مولانا صاحب نے اپنی تحریر میں بھی عاشق صادق کے نام سے یاد کرتے تھے مثلاً جب مولانا صاحب نے رخت سفر باندھ لیا تو ان احباب کو فرمایا کہ میری ہجرت ابھی سے شروع ہو گئی ہے تم بعد میں کرو گے اور مولانا صاحب کے علاج کے لیے پاکستان کی طرف روانہ ہونا اور یہ جدائی ایک بہت بڑا صدمہ اور ناپُر ہونے والا خلا تھا آپ ضرور بالضرور ان کے ساتھ میری

خدمت کے لیے چلو گے تو یہاں پر درس وتدریس کے ساتھ ساتھ ارشاد کا کام کافی متاثر ہوگا

جس طرح مبارک صاحب مولانا صاحب کی جدائی میں تڑپتے تھے۔اس مرید صادق کے فراق کا صدمہ خود مولانا صاحب کو کافی انتہا تک محسوس ہوتا تھا مولانا صاحب اپنی تحریر میں اس جدائی کو تذکرہ بایں الفاظ فرماتے ہیں کہ "فراق اخندزادہ فقیر رابسیار دشوار است نمی دانم سبب آن چیست" (اخندزادہ کی جدائی فقیر کیلئے بہت دشوار ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے) اور ایک پشتو شعر میں بھی تحریر فرمایا جو مندرجہ ذیل ہے

خط چہ کورے ورتہ جاہرہ

ماچہ لیکہ ورتہ دیر ژړی دینہ

(جب میں نے خط لکھا تو بہت رویا اس لیے تم بھی جب پڑھو گے تو خوب روؤ)۔

اس طرح حضرت شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مبارک صاحب کو اور مبارک صاحب سے ان کو از حد لگاؤ تھا مگر یہ سلسلہ شاہ رسول طالقانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کہ وجہ سے قائم نہ رہ سکا۔حضرت اخندزادہ مبارک کو اپنے اکابر مشائخ سے بھی از حد عقیدت ومحبت تھی۔سال کے اندر آستانہ عالیہ نقشبندیہ سیفیہ فقیر آباد (لکھوڈیر) میں بڑے دو عروس ہوتے ہیں جن کا اہتمام بنفس نفیس مبارک صاحب خود بڑے اہتمام اور خصوصی توجہ سے فرماتے تھے 9، شوال کو عرس مولانا صاحب محمد ہاشم سمنگانی اور دوسرا امام ربانی حضور سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہما ہر سال عید قربان پر بھی سرکار اخندزادہ مبارک اپنے مشائخ کبار کو فراموش نہیں فرماتے تھے۔ہر سال کچھ ردوبدل کے ساتھ تو اپنے مشائخ کے نام کی قربانیاں دیتے رہتے۔گزشتہ چند سالوں سے میں باقاعدہ یہ احباب سے سنتا آرہا ہوں کہ مبارک صاحب ہر سال حضور علیہ الصلوۃ والسلام خلفاء راشدین اہل بیت اطہار امہات المومنین کی طرف سے قربانیاں فرماتے ہیں اور یہ سلسلہ آپ کے وصال پر ملال تک جاری رہا، اور مشائخ

کی طرف سے اپنے پیران کبار کے علاوہ غوث الاغیاث قندیل نورانی محبوب سبحانی الشیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی طرف سے قربانی فرماتے رہے۔ اسی طرح خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، شاہ شہاب الدین سہروردی، شاہ نقشبند اور امام ربانی کی طرف سے بھی قربانی فرمایا کرتے تھے۔

ختم خواجگان اور ختم غوثیہ: حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ اپنے مشائخ کے ایصال ثواب کے لئے ختم خواجگان کا باقاعدہ اہتمام بلاناغہ فرمایا کرتے۔ ہمارے ہاں ختم غوثیہ ہر ماہ کی گیارہ تاریخ کو منعقد کیا جاتا ہے مگر مبارک کے آستانہ پر ہر روز ختم غوثیہ منعقد ہوتا تھا جو آپ کی اپنے مشائخ خصوصاً غوث الثقلین کے ساتھ عقیدت ومحبت کا ثبوت ہے۔

باڑہ میں رہائش کے وقر جب آپ کی لاہور آمد ہوتی تو آپ بڑی عقیدت اور نیاز مندی کے ساتھ لاہور کے مشائخ کبار کے مزارات مقدسہ پر حاضری دیتے ان میں سید ہجویر حضور داتا گنج بخش ہجویری اور امام ربانی کے خلیفہ حضرت سیدنا طاہر بندگی لاہوری، حضرت ایشاں اخند، حضرت شاہ ابوالمعالی، شاہ محمد غوث قادری، شیر ربانی میاں شیر محمد صاحب شرقپوری ،حاجی دیوان نعمت اللہ خانقاہ ڈوگراں اور سید احمد شاہ بخاری سرورکوٹی وغیرہم رحمھم اللہ تعالیٰ کے مزارات شامل ہیں۔ ان کے علاوہ تبرکات شریف جو کہ بادشاہی مسجد میں موجود ہیں ان کی زیارت اور حاضری کو کبھی بھی ترک نہ فرمایا جو آپ کی سابقہ علماء ومشائخ کیساتھ از بس حسن عقیدت ومحبت کا روشن ثبوت ہے۔

سرکار اخندزادہ مبارک کو جو کمال حاصل ہے وہ آپ کے آباؤاجداد کی وجہ سے نہیں بلکہ آپ مبارک کی ذاتی کوششیں اور اپنے مرشد کریم قیوم زمان حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور سرکار اخندزادہ مبارک کی اپنے مرشد کے ساتھ بے پناہ محبت اور ان کی

خدمت اور اپنے مرشد گرامی کیساتھ اخلاص کی برکتیں ہیں۔ حضرت مولانا محمد ہاشم سمنگانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ آپ جس سمت میں بھی جائیں گے اسے گل وگلزار کرتے جائیں گے تو مولانا صاحب کی دعا قبول ہوئی۔ قندوز سے لیکر کوٹ، پشاور، لاہور بلکہ پوری دنیا پر اس وقت سرکار اخندزادہ مبارک کا فیض پھیل رہا ہے۔

سرکار اخندزاہ مبارک اور مسئلہ ختم نبوت: رد قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ میں آپ اور آپ کے مریدین وخلفاء کا کردار کسی طور کم نہیں، سرکار مبارک کے نامور خلیفہ استاذ العلماء قاری مولانا لعل الرحمٰن صاحب سیفی مٹاخیل اور مولانا محمد عارف سیفی نے اپنے علاقہ میں قادیانیوں کی تحریک کو زبردست طریقوں سے کچلا اور اس میں جو قادیانی مارے گئے ان کی لاشوں کو تانگوں کے ساتھ باندھ کر کتوں کی طرح پورے شہر کا چکر لگوایا جس سے اب تک کسی ختم نبوت کے منکر کو دوبارہ یہ ہمت نہیں ہوئی کہ اس علاقہ میں جاکر پھر مرزائیت کی تبلیغ کرے ۔جب مرزا طاہر نے مسلمانوں کو للکارا تو اس کے جواب میں راقم الحروف کو لاہور کے اندر ایک عظیم الشان کانفرنس منعقد کرنے کا حکم فرمایا جس میں آپ اپنے نامور صاحبزادگان اور عظیم المرتبت خلفائے کرام کے ساتھ اپنی ضعیفی اور کمزوری کے باوجود تشریف لائے اور مسئلہ ختم نبوت کو واضح طریقے سے بیان فرمایا آپکے حکم سے تحریک تحفظ فقہ حنفیہ وملک وملت اسلامیہ کے علمبردار علامہ مولانا ضیاء اللہ صاحب باجوڑی اور امام المناطقہ علامہ امین اللہ باجوڑی، مفتی اعظم افغانستان جامع معقول ومنقول مولانا عبدالحئ زعفرانی، شیخ الحدیث مولانا محمد حمید جان صاحب، استاذ العلماء مولانا سید محمد ہاشم سیفی، آپ مبارک کے برادر اصغر شیخ الحدیث مولانا غلام الرحمٰن بھی شامل ہوئے اور لاہور کے سرکردہ علماء کرام اس عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں شامل ہوئے جن میں سے چند کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ بانی وسرپرست تحریک منہاج القرآن

پروفیسر محمد طاہر القادری، استاذ العلماء سفیر ختم نبوت جامع معقول ومنقول علامہ حافظ خان محمد قادری، پرنسپل محمدیہ غوثیہ داتا نگر، استاذ العلماء مولانا غلام مصطفیٰ القادری، پروفیسر حافظ عبدالجبار صاحب، علامہ فضل کریم چشتی صاحب، علامہ اکرم ازہری ناظم تعلیمات محمدیہ غوثیہ لاہور، علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابوالرضا محمد عباس مجددی سیفی سرپرست انجمن بہار اسلام پاکستان، مولانا محمد انور سیفی، مولانا حافظ عبدالرشید نعیمی سیالوی، صاحبزادہ ساجد محمود گولڑوی، صاحبزادہ غلام مصطفیٰ نقشبندی، علامہ مولانا صاحبزادہ عتیق الرحمٰن ہاشمی، حضرت علامہ عبدالغفار گجر، اوران کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء اہلسنت جمع ہوئے۔ اس کے بعد کیا مجال کہ قادیانی یہاں پر تبلیغ کا کام کرسکیں۔ سرکار اخند زادہ مبارک نے ہر میدان میں اسلام اور اہلسنت وجماعت کے دشمنوں کا سرتوڑ مقابلہ فرمایا۔

باڑہ سے لاہور کی طرف ہجرت: سرکار مبارک پیر سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ جو پہلے نوشہرہ میں رہائش پذیر تھے حاجی سلطان محمد آفریدی اوران کے رفقاء حاجی میر اصغر اور حاجی محمد یوسف کی مؤدبانہ درخواست پر 20 جون 1980ء بروز جمعرات باڑہ میں تشریف لے گئے اور کھجوری منڈ ہیکس میں مستقل قیام کا ارادہ فرمایا آپ نے باڑہ اور اس کے گردونواح میں شریعت مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ کا کام شروع فرمایا اور احیائے سنت کی خدمت سرانجام دینا شروع کی بہت سے لوگ آپ کے کردار، حسن سلوک اور شریعت محمدی ﷺ کے مطابق طرز حیات سے متاثر ہو کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرنے لگے رفتہ رفتہ آپ کی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی۔ علامہ اقبال نے صحیح فرمایا ہے کہ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز — چراغ مصطفوی ﷺ سے شرار بولہبی

چنانچہ علاقہ کے بعض دنیادار اور شر پسند لوگوں کو یہ انتہائی ناگوار گزرا اور سرکار مبارک کی مخالفت

کے درپے ہو گئے ان میں سے پہلے پیر محمد چشتی نامی شخص نے زور آزمائی کی۔ کافی مقابلہ بازی کے بعد وہ ناکام ہو کر بھاگ گیا اور پھر مفتی منیر شاکر نامی شخص نے ٹکر لینی شروع کر دی اس شخص نے دسمبر 2004ء میں اپنے حواریوں کیساتھ FM ریڈیو پر نشریات کا آغاز کر دیا اور اہلسنت وجماعت کے خلاف زہریلا پروپیگنڈا اگلنا شروع کر دیا اس نے بے شمار غلط باتیں کہیں اور گستاخانہ جملے بولے جو کسی بھی طرح حضرت مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے عاشق صادق کیلئے صبر کا پیغام نہ تھے۔ مثلاً داتا گنج بخش علی ہجویری کبھی لاہور میں نہیں آیا، اس کو داتا کہنا شرک ہے امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کہنا ٹھیک نہیں، یزید صحابہ کا سپہ سالار تھا اسے رضی اللہ عنہ کہنا چاہیے۔ امام حسین ظالم تھے اور یزید مظلوم۔ یارسول اللہ کہنا زنا سے بھی بڑا گناہ ہے وغیرہ۔ العیاذ باللہ اس کے ان بے ہودہ بیانات کا دفاع کرنا لازم ہو گیا چنانچہ سرکار مبارک پیر سیف الرحمٰن صاحب نے 20 اکتوبر 2005ء بروز جمعرات اپنے طور پر FM ریڈیو پر نشریات کا آغاز کیا۔ اور نہ صرف منیر شاکر کے الزمات کے درست جوابات دیئے بلکہ مسلک اہلسنت کی صحیح ترجمانی کی، ہر الزام کا مستند کتب کے حوالے دے کر رد فرمایا اور اعلان کیا کہ اگر کسی شخص کو شک ہو تو اصل کتب کو برائے تصدیق جامعہ سیفیہ منڈیکس میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے کوئی بات اپنی جانب سے نہیں کہی گئی۔ بدنام زمانہ مولوی منیر شاکر سے جب کوئی جواب نہ بن پڑا تو اپنی گرتی ہوئی ساکھ کو بچانے کیلئے اس نے ایک اور چال چلی اور 18 دسمبر 2005ء کو ایک جلسے کا انعقاد کیا اور سرکار مبارک پر ذاتی حملے شروع کر دیئے اور ایسے فضول الزمات کا سہارا لیا جو عموماً وہابیت کی طرف سے اہل سنت وجماعت کی شخصیات پر لگائے جاتے ہیں یہ قصہ بڑھتے بڑھتے حکومت پاکستان تک جا پہنچا۔ حکومت کو جب سرکار مبارک کے لاکھوں کی تعداد میں مریدوں کی موجودگی کا علم ہوا تو اس نے اس خدشہ کے پیش نظر کہ کہیں خانہ جنگی نہ شروع ہو جائے اور کسی بڑے خون خرابے کی نوبت نہ آجائے، سرکار مبارک پیر سیف الرحمٰن سے درخواست کی کہ وہ یہ

علاقہ چھوڑ دیں مگر سرکار مبارک نے یہ کہہ کر انکار کیا کہ جب میرا کوئی بھی عمل اور کردار شریعت محمدی اور سنتِ مصطفےٰ ﷺ کے خلاف نہیں ہے تو میں کیوں جاؤں؟ میں ان لوگوں سے قطعاً نہیں ڈرتا اور دین مصطفےٰ ﷺ کی سربلندی کے لئے میں اپنے تیرہ بیٹے اور پچاس پوتے اور نواسے قربان کردوں گا۔

حکومت نے معاملہ سلجھانے کے لئے بے حد اصرار کیا۔ کئی بڑے بڑے جرگے بھیجے آخر کار پیر صاحب نے حالات کی نوعیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حکومت کی بات مان لی اور فرمایا کہ میں حکومت کیساتھ تصادم نہیں چاہتا۔ نہ شر پسند کہلوانا چاہتا ہوں اور نہ کوئی خون ناحق اپنے سر لینا چاہتا ہوں اور نہ ہی مخلوق خدا میں بلا وجہ خون خرابے کا سبب بننا چاہتا ہوں چنانچہ 2 فروری 2006ء بروز جمعرات بوقت عصر آپ نے علاقے کے M.N.A مولانا خلیل الرحمٰن کے ساتھ ان کی گاڑی میں بیٹھ کر باڑہ کو الوداع کہا۔

آپ کے نکلنے کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد 24 مارچ 2006ء بروز ہفتہ آپ کے دیگر تمام اہل خانہ نے بھی باڑہ کو خیر باد کہہ دیا اور باڑہ کی فضا نے آخری بار سورہ یٰسین کی تلاوت سنی۔ یاد رہے کہ سرکار مبارک کے باڑہ چھوڑنے سے پہلے بھی کچھ افراد نے باڑہ چھوڑ دیا تھا جب سرکار مبارک باڑہ سے رخصت ہو رہے تھے تو صحیح العقیدہ اور محبت کرنے والے لوگ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے آپ نے رخصت ہوتے وقت یہ فرمایا کہ جس کسی قوم نے کسی نبی یا ولی کو رنجیدہ کر کے اپنے علاقہ سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر عذاب نازل کرتا ہے میں یہاں باڑہ میں 26 سال رہا ہوں اور ملک کی تمام ایجنسیوں سے زیادہ بہتر طور پر امن و امان کے حالات قائم رکھے ہیں۔

آپ باڑہ سے نکل کر نوشہر میں اپنے بڑے صاحبزادے مولانا محمد سعید حیدری کے پاس چار پانچ دن ٹھہرے۔ پھر چند دن اسلام آباد میں ڈاکٹر کرنل محمد سرفراز محمدی سیفی کے پاس

قیام فرما کر لاہور تشریف لے آئے ائیر پورٹ پر آپ کا فقید المثال استقبال کیا گیا۔ استقبال کرنے والوں میں آپ کے جملہ خلفاء اور مریدوں کے علاوہ علاقے (لاہور اور گرد و نواح) کے علماء و فضلاء بھی شامل تھے اور استقبال میں شمولیت کو اپنی سعادت سمجھ رہے تھے آپ نے شمالی لاہور کے علاقہ لکھوڈیر جس کا نام آپ مبارک نے فقیر آباد رکھا تھا میں سکونت اختیار کی اور تادم آخر وہیں آپ کا ٹھکانہ رہا بلکہ اب بھی اسی جگہ آسودۂ خاک ہیں۔

شریعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل پاسداری آپ کی ذات کا خاصہ تھی دیگر معاملات کے علاوہ صرف ایک پہلو (نمونہ مشتے از خروارے) کا اظہار کافی ہوگا، وہ یہ کہ آپ کے وجود خاکی میں بہت سے امراض مثلاً بلڈ پریشر، شوگر، جوڑوں کا درد، گردوں، دانتوں اور آنکھوں کی تکالیف نے ڈیرے ڈالے ہوئے تھے مگر اس کے باوجود آپ نے کبھی کوئی نماز جماعت کے بغیر ادا نہیں کی گذشتہ چند سالوں سے آپ ان امراض کے سبب وہیل چیئر پر تھے پھر بھی مسجد میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے لئے آتے رہے آپ کا فرمانا تھا کہ ہوش سنبھالتے ہی جب سے میں نے نماز پڑھنی شروع کی ہے آج تک ایک بھی نماز جماعت کے بغیر نہیں پڑھی ایک مرتبہ آپ کہیں سفر پر گئے ہوئے تھے نماز کا وقت ہو گیا تو قریب کی مسجد میں تشریف لے گئے تو پہلی رکعت نکل گئی آپ باجماعت نماز کی ادائیگی کے بعد صرف اس بات پر کافی دیر افسوس کرتے رہے کہ ہائے تکبیر اولیٰ رہ گئی۔

ایک مرتبہ آپ بہت بیمار تھے باہر تشریف نہ لا سکے اور لوگوں کو نماز ادا کرنے کا حکم دے دیا جب لوگوں نے نماز پڑھ لی تو آپ نے کہا کہ میں نے آج تک جماعت کے بغیر نماز نہیں پڑھی اب کیا ہوگا۔ فوراً احساس ہوا اور مرید سے کہا کہ باہر پتہ کرو اگر کسی نے نماز نہیں پڑھی تو وہ آ جائے چنانچہ معلوم کرنے پر چار مرید ایسے نکل آئے جنہوں نے ابھی نماز پڑھنی تھی آپ نے ان کو اپنے کمرے میں بلا لیا اور باجماعت نماز ادا کی اور پھر اللہ کریم کا شکر ادا کیا۔ اس سے ان

کی سنن مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر استقامت و عزیمت کا اندازہ کوئی مشکل بات نہیں۔

اولاد امجاد: حضرت علامہ پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی طرح اولاد کی بھی کثرت عطا فرمائی۔ آپ کی اولاد کی تعداد ڈیڑھ درجن سے متجاوز ہے۔ آپ کے صاحبزادگان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں......

جانشین مجدد ملت حضرت مولانا محمد سعید حیدری سیفی، شیخ الحدیث مولانا محمد حمید جان سیفی، مولانا عبدالباقی سیفی، مولانا قاری محمد حبیب جان سیفی، مولانا احمد سعید یار جان سیفی، مولانا سید احمد حسین پاچا سیفی، صاحبزادہ محمد سیف اللہ سیفی، صاحبزادہ محمد صفی اللہ سیفی، صاحبزادہ سید احمد حسن پاچا سیفی، صاحبزادہ محمد نجیب اللہ سیفی، صاحبزادہ محمد حبیب اللہ سیفی، صاحبزادہ سید محمد محسن پاچا سیفی، صاحبزادہ حسین اللہ سیفی، اطال اللہ عمرہم وزاد فیوضہم۔

وفات حسرت آیات: موت ایسی تلخ حقیقت ہے جس سے کسی کو مفر نہیں، نہ جانے کتنوں کو یہ ہر روز یتیم کرتی ہے اور کتنوں کو بے اولاد، کتنی سہاگنیں اس کی آمد پر اپنے سہاگ کا ماتم کرتی ہیں اور کتنی ماؤں کے کلیجے کاٹ دیئے جاتے ہیں۔ موت...... بہت سے لوگ اس کی کڑی نگاہوں سے بچنا چاہتے ہیں مگر راہ نہیں پاتے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس موت "سعادت" پانے کیلئے آتی ہے۔ حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی بلاشک وریب انہی محترم ہستیوں میں ہوتا تھا جن کی قدم بوسی موت کیلئے بھی راحت کا سامان ہے۔ موت بھی شاید اسی لئے لوگوں کی بددعائیں اور کوسنے (جو وہ اپنے کسی پیارے کی موت پر اسے سناتے ہیں) برداشت کر لیتی ہے کہ چلو کبھی کبھی اللہ کے محبوبوں کی قدم بوسی بھی تو ہو ہی جاتی ہے۔ حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا واقعہ بڑا ایمان

افروز ہے جسے آپ کے صاحبزادے مولانا احمد سعید یار سیفی صاحب نے بیان فرمایا جو کہ اس رات حضرت کے ساتھ تھے۔آپ فرماتے ہیں......

حضرت مبارک صاحب علیہ الرحمہ کی بیماری کے باعث ہم صاحبزادگان میں سے کوئی نہ کوئی روزانہ ان کے ساتھ ہوتا تھا تاکہ رات کے وقت کوئی حاجت ہو تو اسے سلجھایا جا سکے۔آپ مبارک کے وصال کی رات میری ڈیوٹی تھی۔ جب آپ بستر پر تشریف لائے تو فرمایا" امشب بسیار گراں است و معلوم میشود کہ شاید امشب، شب سفر و رفتن است" یعنی آج کی رات بہت گراں ہے معلوم ہوتا ہے کہ آج سفر کرنے اور جانے کی رات ہے" یہ جملہ آپ نے متعدد بار ارشاد فرمایا پھر مجھے فرمایا کہ میں تم سے راضی ہوں، تم مجھے معاف کر دو، میں عرض کیا میں نے آپ کو معاف کیا تو آپ نے فرمایا میری جانب سے بھی معافی ہے۔

پھر رات تقریباً ایک 1 بجے آپ نے تین پیالے چائے نوش کی اور پشتو کا ایک شعر پڑا جس کا مفہوم یہ تھا کہ" اس دنیا میں جو بھی آیا ہے اسے جہانِ ثانی میں چلے جانا ہے، موت کا نعرہ ہمہ وقت یاد ہونا چاہئے" پھر فرمایا مجھے نیند آرہی ہے اور آپ سو گئے۔

رات تقریباً پونے دو 1:45 بجے آپ نے اچانک اپنے دونوں بازو اوپر کی جانب بلند کر دیئے میں جلدی سے اٹھا اور حضرت کو سہارا دیا ان کا سر میرے سینے پر تھا، آپ کا جانکنی کا عالم تھا، آپ نے کلمہ شہادت پڑھنا شروع کر دیا اور اشارے سے حکم دیا تو میں بھی کلمہ پڑھنے میں مشغول ہو گیا، پھر آپ نے اپنا منہ اور آنکھیں بند کیں اور چہرہ قبلے کی طرف پھیر دیا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔

اسطرح 26 اور 27 جون کی درمیانی رات تقریباً 2 بجے یہ آفتاب طریقت و ماہتاب شریعت اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

وہی بزم ہے وہی دھوم ہے وہی دوستوں کا ہجوم ہے

ہے کمی تو بس اسی چاند کی جو تہہ مزار چلا گیا

استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد اشرف سیالوی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت قبلہ شیخ المشائخ پیر محمد سیف الرحمٰن صاحب کی خدمت اقدس میں باڑہ میں حاضری دی تھی اور آپ کے شرف محبت سے مشرف ہوا اور محفل ذکر میں بھی شمالیت اور استفادہ کا موقع ملا۔ حضرت والا درجت کا علمی ذوق اور شوق اور علماء کی سرپرستی دیکھ کر اور مریدین کو شریعت مطہرہ پر عمل کرانے اور طریقت وحقیقت سے بہرہ ور کرنے کا عزم بالجزم دیکھ کر بہت ہی قلبی سکون اور روحانی تسکین حاصل ہوئی۔ ارشاد مصطفوی ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' کا آپ عملی نمونہ تھے اور اپنے بیگانے کی تمیز اور تفریق کے بغیر شریعت مطہرہ پر عمل کرانے کیلئے ہمہ وقت کوشاں تھے۔ سینکڑوں بلکہ ہزاروں لوگوں کو طریقت اور حقیقت کی منازل رفیعہ تک واصل فرمایا اور ہر مرید کو شریعت مطہرہ پر عامل بنایا اور کسی طرح کی خلاف ورزی کو کسی کیطرف سے بھی برداشت نہ فرمایا۔ ان کے مریدین کو دیکھ کر بہت ہی روحانی اور قلبی راحت حاصل ہوتی ہے کہ وہ اپنے شیخ طریقت اور راہبر شریعت کے رنگ میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں جبکہ بالعموم پیران عظام کے مرید کہلانے والے شریعت مطہرہ کی پابندی سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں اور اپنے مشائخ کی شفاعت کے زعم میں فرائض و واجبات پر کار بند ہونے اور حرام ومکروہ تحریمی سے احتراز واحتساب کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو کہ بہت بڑا المیہ ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

''موت العالِم موت العالَم'' کے مصداق آپ کی رحلت بہت بڑا سانحہ ہے اور نہ پر ہونے والا خلا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے اور اپنے محبوب کریم ﷺ کے قرب خاص سے بہرہ ور فرمائے اور نعم علیہم حضرات کی معیت نصیب فرمائے اور آپ کی روحانی توجہات اور تصرفات

سے آپکی نسبی و حسبی، جسمانی و روحانی اولاد کو آپ کے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق خیر رفیق سے بہرور فرمائے اور اس سلسلہ کو ابدالآباد تک قائم و دائم فرمائے۔ آمین ثم آمین

این از من و از جملہ جہاں آمین باد۔ وانا العبد الضعیف الحقیر ابوالحسنات محمد اشرف سیالوی

مفکر اسلام مفسر قرآن علامہ سید محمد ریاض حسین شاہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ الہ الطاہرین واصحابہ المتآدبین

کارگہہ حیات کی رونق اہل اللہ کے دم قدم سے ہے حضور انور علیہ التحیۃ والثناء نے دعوات حق کے ابلاغ اور کردار آفرینی کے جوہر سے کاروان انسانیت کو مالا مال کرنے کیلئے "رسائل عظیمہ" کی جو جماعت تیار فرمائی ہر دور انکی روشنیوں سے بہرہ یاب رہا۔ حضرت پیر مبارک قدس سرہا نہی نفوس قدسیہ میں سے ایک تھے آپ کی عظیم شخصیت کو دیکھ کر لگتا تھا کہ یہ پہلے قافلے سے بچھڑے ہوئے نابغہ ہیں۔ اہل تصوف میں علم پروری، قیام شریعت، مراسم تقویٰ کی مراعات، اتباع سنت کی علم برداری، حضرت ان اقدار کا روشن نشان تھے۔ صالحین کی ایک بڑی جماعت تیار کر لینا آپ کی کرامت تھی۔ آج جب اس عظیم "مرد حر" کی مرقد پر حاضر ہوا تو الطاف کرم کی برسات نے ایک خسارے کا احساس دلایا کہ کاش کچھ زندگی کے زیادہ لمحات انکی صحبت میں بسر ہو جاتے۔ کہتے ہیں کہ زر آفرینی صرف محاورہ ہے لیکن رجال سازی تو اس سے بھی مشکل کام ہے حضرت پیر مبارک نے جملہ اہل اسلام پر ایک احسان کیا ہے کہ آج طریقت اور شریعت کے لاکھوں کادمین حضور علیہ ﷺ کی فوج بنے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان ارزان فرمائے۔

دعا جوئے سید ریاض حسین شاہ مرکزی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت پاکستان

استاذ العلماء محقق دوراں حضرت علامہ مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر محمد سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے قل شریف کے اس اجتماع میں آج ان کی تصوف کے میدان میں خدمات کا واضح پتہ چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے صاحبزدگان مریدین کو صبر کی توفیق دے اور انکے گلشن کو مزید بہار عطا فرمائے۔

آمین..... محمد اشرف آصف جلالی صاحب جامعہ جلالیہ لاہور ادارہ صراط مستقیم پاکستان

مناظر اسلام شیخ الحدیث حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبدالتواب صدیقی اچھروی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شیخ المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت پیر سیف الرحمٰن اخندزادہ خراسانی کی زندگی شریعت کی دعوت دیتے ہوئے اور شریعت پر عمل کرتے ہوئے گزری آپکو اللہ تعالی نے یہ طاقت عطا فرمائی کہ فاسق فاجر لوگوں کی طرف توجہ فرماتے اور انکو متبع سنت بناتے۔ خلفاء ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور آپکے خلفا کی بھی وہی کوشش ہیں اس دور میں مرید کو متبع رسول بنانا آسان نہیں اور سلسلہ عالیہ سیفیہ کے تقریباً تمام مریدین متبع سنت ہے۔ یہ وہ دور ہے جس دور میں پیر حضرات مریدین کی تعداد کی طرف توجہ فرماتے حضرت قبلہ کے مریدین و خلفاء کو دیکھتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ انکے پیر نے صرف انکو مرید ہی نہیں بنایا بلکہ تربیت و اصلاح بھی کی ہے اور میرے نزدیک آج کے دور میں صحیح شیخ اور سچا پیر وہی ہے جو اپنے مریدوں کی اصلاح و تربیت کرے اور انکو متبع سنت بنائے اور پھر آج کل جاہل پیروں کے انبار ہیں مگر علم دین سے مشرف بہت کم ہیں الحمد للہ حضرت، تصوف ایک سچے عالم دین یعنی خود عالم اور دوسروں کو عالم دین بنانے والے تھے یعنی طریقت کی فضیلت آپ میں موجود تھی یہی وجہ ہے کہ آپکے فیوض و برکات اس وقت پوری دنیا میں پھیل چکے ہیں اللہ کریم سے دعا ہے کہ آجکل کے جاہل اور بے عمل پیروں کو آپکے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبدالتواب صدیقی

سجادہ نشین مناظر اعظم جنید دوراں پیر محمد عمر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری

شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ شیخ المشائخ پیر سیف الرحمٰن اخندزادہ ارچی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات عالم اسلام کے لئے نہایت ہی قابل قدر اور قابل تحسین ہیں انہوں نے اپنی زندگی کو قیمتی محسوس کیا اور اسے دین، ملت اور قوم کے لئے وقف کیا۔ اور تربیت فرما کر لوگوں کے دلوں کو اللہ رب العزت کی طرف متوجہ کرنے کی خوب جدوجہد کی اور اس پر اللہ تعالیٰ نے کثیر اور وافر ثمرات معاشرے میں پیدا فرمائے۔ وہ علم و کتاب اور اهل علم کی نہایت قدر و منزلت کرنے والے تھے ان کا مطالعہ خصوصاً مسلک حنفی پر اپنے دور میں بے مثال تھا۔ اسی طرح ان کی شریعت اور اسلام کی تعلیمات کی پیروی بھی ہمارے لیئے مشعل راہ ہے۔ مثلاً وہ آخر تک باجماعت نماز کا اہتمام کرتے رہے۔ ایسی چیزوں کا آج فقدان ہے پھر انکے فرزندان علماء ہیں۔ ان کا علماء ہونا بھی یہ شہادت دیتا ہے کہ ان کا تعلق اسلام کی تعلیمات کے ساتھ شعوری تھا نہ کہ رسمی۔ انہوں نے علمی مراکز بھی قائم کئے جو رہتی دنیا تک اسلام کی خدمت کا ذریعہ رہیں گے ان کے خاندان، متعلقین، مریدین اور خلفاء سے تعزیت کرتے ہوئے یہی عرض کرتا ہوں کہ ان کے مشن پر گامزن رہتے ہوئے مسلک و ملت کی خدمت کریں اور خصوصاً اهل سنت کو مجتمع کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کے فیض میں اضافہ، درجات میں بلندی اور حبیب خدا ﷺ کا مزید قرب نصیب فرمائے ۔آمین

مفتی محمد خان قادری شیخ الجامعہ جامعہ اسلامیہ لاہور

استاذ العلماء حضرت علامہ غلام محمد سیالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت العلام سیف الرحمٰن اخوندزادہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال سے عالم اسلام ایک عظیم علمی، دینی اور روحانی شخصیت سے محروم ہو گیا۔ آپ نے ساری زندگی دین متین کی سربلندی کیلئے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آپ نے اپنے رُوحانی فیض سے لاکھوں کی تعداد میں مسلمانوں کی تربیت فرما کر دین متین کا خادم بنا دیا اور ان کا ظاہر و باطن شریعت مطہرہ کے مطابق بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ آپکے درجات بلند فرمائے اور آپکے روحانی و باطنی فیوضات سے ہم سب کو تاقیام قیامت متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الآمین الکریم ﷺ

حررہ ادنیٰ خادم اہلسنت غلام محمد سیالوی ناظم امتحانات تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

مجاہد اسلام استاذ العلماء حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پیشوائے سلسلہ عالیہ سیفیہ مبلغ اسلام حضرت پیر سیف الرحمٰن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف کے میدان میں اپنے دور میں مثالی خدمات انجام دیں۔ لاکھوں لوگوں کی تربیت کر کے انہیں متشرع بنایا خصوصاً داڑھی مبارک اور عمامہ مبارک کی سنت کی ترویج کی۔ افغانستان سے ہجرت کے بعد چند سالوں میں پاکستان کے اطراف میں آپ کا سلسلہ پھیل گیا۔ آپ انتہائی مخلص شخصیت تھے آپ نے جب دیوبندی علماء کی گستاخانہ عبارت کا مطالعہ کیا تو برملا تکفیر کے فتاویٰ علماء حرمین کی تائید کی۔ جب پشاور کے ایک عالم دین کے اختلافات طول پکڑ گئے تو راقم الحروف جو ان دنوں جماعت اہلسنت پاکستان کا ناظم اعلیٰ تھا کو تحریری طور پر شرعی فیصلہ کرنے کے اختیارات دیے۔ چنانچہ جماعت اھل سنت کے شرعی بورڈ نے جو فیصلہ دیا اسے قبول کیا گیا۔

آپ کی ساری اولاد بھی متشرع ہے جبکہ مشائخ کی اکثریت کے صاحبزادے متشرع نہیں ہوتے

اور اکثر داڑھی منڈے یا داڑھی کترے ہوتے ہیں اور جب سجادہ نشین بنتے ہیں تو پھر داڑھی رکھتے ہیں آپ نے اپنے صاحبزادوں کو دینی تعلیم سے بھی آراستہ کیا۔

آپ شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معتبر عالم دین بھی تھے، علم دوست تھے اور روزانہ لائبریری میں بیٹھتے تھے اور علماء کیساتھ مسائل دینی پر بحث وتمحیص کرتے تھے۔

آپ کے خلفا، خصوصاً حضرت میاں محمد سیفی حنفی مدظلہ اور حضرت ڈاکٹر سرفراز سیفی اور عابد سیفی اور دیگر خلفاء نے دینی تحریکوں خصوصاً تحفظ ناموس رسالت کی تحریک میں بلاخوف وخطر حصہ لیا اور 1996 کے آل پاکستان سنی کنونشن موچی دروازہ لاہور میں حضرت پیر سیف الرحمٰن نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہزاروں خلفاء اور مریدین کو تحریری حکم دیا کہ وہ جماعت اہل سنت پاکستان کے سنی کنونشن کو کامیاب بنائیں اسی طرح 1999 میں سنی کانفرنس ملتان میں ہزاروں مریدین اور سینکڑوں خلفاء کی معیت میں بنفس نفیس شریک ہوئے اور سنی کانفرنس کو کامیاب بنایا یہ اجمالی تحریر لکھی ہے انشاءاللہ جلد تفصیلی تحریر میں اپنے تاثرات بیان کروں گا۔

فقط پیر محمد افضل قادری مرکزی امیر عالمی تنظیم اہلسنت وسجادہ نشین نیک آباد گجرات

جگر گوشۂ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم

پیر طریقت رہبر شریعت علامہ اخوندزادہ سیف الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ علم وعمل کا روشن باب تھے۔آپ نے اور آپ کے خاندان نے افغانستان، پاکستان بالخصوص خیبر پختونخوا میں دین کی ترویج واشاعت کا کام کیا جس سے لاکھوں مسلمان نبی اکرم ﷺ کی محبت وعشق کے حسین زیور سے آراستہ ہوئے آپ تصوف ومعرفت میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔آپ کے انتقال پرملال سے عالم اسلام ایک عظیم روحانی علمی شخصیت سے محروم ہوا۔آپ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی اور امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہما کے افکار ونظریات سے انتہائی متاثر تھے

صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم ایم این اے صدر مرکزی جمعیت علما پاکستان

چوہدری محمد ندیم چیئرمین جنرل سیکرٹری انجمن بہار اسلام

پیر طریقت رہبر شریعت غوث جہاں حضرت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن مبارک صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی شریعت کی اشاعت کرتے گزاری آپ سنت مصطفیٰ ﷺ میں مستغرق تھے۔آپ کے صاحبزادگان اور مریدین میں بھی وہی عکس نظر آتا ہے

مجاہد اہلسنت حضرت علامہ قاری محمد زوار بہادر

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت پیر اخندزادہ سیف الرحمٰن ایک جید عالم دین عظیم رہبر طریقت عظیم مجاہد، دین اسلام کے لئے بے پناہ قربانیاں دیتے ہوئے ہزاروں افراد کی ہدایت کا سبب بنے۔ان کا سلسلہ پورے ملک اور پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔آپ کی اتباع سنت کی برکت سے آپ کے مریدین ومتوسلین بھی متبع سنت ہیں از کی صورتیں دیکھ کر ایمان والوں کا دل باغ باغ ہوکا تا ہے۔الحمدللہ آپکے صاحبزادگان اور خلفاء بھی جید عالم اور متبع سنت ہیں۔اللہ کریم ان کے ذریعے مخلوق خدا کی ہدایت کا سامان فرمائے گا۔خدا کرے حضرت پیر صاحب کے مریدین وطن عزیز میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کیلئے اپنی توانائیاں صرف کریں۔

قاری محمد زوار بہادر سیکرٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان

استاذ العلماء جانشین محدث ابدالوی حضرت علامہ **محمد نور المجتبیٰ** چشتی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔

حضرت اخوندزادہ مبارک کا انتقال پر ملال ملت اسلامیہ کے لیے سانحہ عظیم ہے اس نقصان کی تلافی صدیوں تک نہیں ہوسکتی آپ کی ذات علمی وعملی لحاظ سے اکمل ومکمل ذات تھی

جنکی نگاہ سے لاتعداد جاہل عالم ہو گے، غافل ذاکر ہو گئے، زندگیوں میں انقلاب پیدا ہو گیا یہ ان کی ایک نگاہ کا کمال ہے علم شریعت وطریقت اور علم حقیقت ومعرفت میں آپکا ثانی نہ تھا اگر کہا جائے کہ آپ اپنے وقت کے غوث اعظم تھے تو مبالغہ نہ ہوگا آپکی نگاہ سے ولی پیدا ہوتے تھے۔ یہ بات دل کے اطمینان کا باعث ہے کہ آپ کے خلفا مریدین اور صاحبزدگان آپ کے صفات وکمال کے مظہر ہیں لہذا آپ رحمتہ اللہ علیہ کا مشن جاری رہے گا اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند فرمائے آپ کے فیضان کو جاری رکھے تا قیامت امت محمدیہ علیہ الصلوۃ والسلام مستفیض و مستفید ہوتی ہے۔

محمد نور المجتبیٰ چشتی

خادم دارالعلوم چشتیہ رضویہ خانقاہ ڈوگراں ضلع شیخوپورہ

صاحبزادہ محمد حسین آزاد ازہری

پیر طریقت رہبر شریعت شیخ المشائخ اخندزادہ حضرت سیف الرحمٰن مبارک رحمتہ اللہ علیہ اسم بامسمی تھے۔ اور پوری زندگی رحمٰن کی تلوار بن کر کفر وطاغوت اور بدعقیدگی کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے رہے۔ نہ صرف عظیم عاشق رسول ﷺ تھے بلکہ جید عالم باعمل تھے جنہوں نے نہ صرف سلسلہ سیفیہ کی بنیاد رکھی بلکہ اپنے بے شمار مریدین اور ہزارہا خلفاء کے ذریعے تصوف وروحانیت کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا جا رہا ہے مسلک حقہ اہل سنت و جماعت کیلئے آپکی خدمات لائق صد تحسین ہی نہیں بلکہ لائق صد تقلید بھی ہیں۔

حضرت پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق تحریک منہاج القرآن اور اسکے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ساتھ نہایت دیرینہ اور گہرا تھا یہی وجہ ہے کہ آج تحریک منہاج القرآن علماء ومشائخ کونسل کے جملہ قائدین، رفقاء، اراکین اور سلسلہ سیفیہ کے قائدین، خلفاء متوسلین یک جان

اور دو قالب ہیں اور ایک دوسرے کے پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں الحمد للہ تحریک منہاج القران کے مرکزی امیر صاحبزادہ مسکین سیف الرحمان درانی صاحب جنکا حضرت پیر صاحب کے ساتھ ذاتی گہرا تعلق بھی تھا نے اعلی سطحی وفد کے ساتھ حضرت پیر صاحب مرحوم کے جنازے میں شرکت کی اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا خصوصی تعزیتی پیغام بھی دیا کیونکہ شیخ الاسلام بیرون ملک ہیں اگر پاکستان میں ہوتے تو ضرور خود جنازے میں شرکت فرماتے آج بھی الحمد للہ منہاج القران علما کونسل کا بھرپور وفد محفل رسم قل میں شریک ہوا ہے اور دعا گو ہے کہ اللہ تعالی آپکے حسب حال آپکے درجات بلند فرمائے اور دین اسلام کی ترویج واشاعت کے سلسلے میں آپکی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آپکے صاحبان علم وعمل صاحبزدگان کو انکے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپکا نام زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے بالخصوص حضرت پیر صاحبزادہ محمد سعید احمد حیدری کو جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق سے نوازے تاکہ انکی قیادت میں تمام صاحبزادگان، خلفاء، مریدین، متوسلین متحد ومتفق ہو کر اس پر گامزن رہیں۔ آمین بجاہ سیدالمرسلین ﷺ

منجانب: صاحبزادہ محمد حسین آزاد ازھری (سیکرٹری جنرل منہاج القران علماء کونسل پاکستان)

تائید: علامہ الحاج امداد اللہ خان قادری (صدر منہاج القران علماء کونسل پنجاب)

علامہ محمد عثمان سیالوی (صدر منہاج القران علماء کونسل لاہور)

خطیب اسلام مبلغ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد اقبال چشتی

حضرت اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ تعالی علیہ عظیم المرتبت صوفی اور عالم دین تھے انہوں نے ساری زندگی شریعت مطہرہ کی پابندی کا درس دیا انکی تربیت کا اثر انکے ہر مرید وعقیدت مند میں نمایاں نظر آتا ہے میری پہلی مرتبہ آپکے خلیفہ خاص حضرت میاں محمد حنفی سیفی صا

حب کے ساتھ بارہ شریف میں حاضری ہوئی یہ دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ حضرت صاحب عقیدہ کے متعلق بہت زیادہ سخت نظر آئے اور گستاخوں بدعقیدہ لوگوں پر مریدوں سے لعنت کروا ئی اور جب تک محفل میں رہے ان کی زبان سے علم کے جواہر تقسیم ہوتے رہے آپ نے اپنی تمام اولاد کی تربیت اسطرح فرمائی کہ آپ کا ہر لخت جگر آپ کا مظہر نظر آتا ہے آپ کی سب سے بڑی کرامت آپ کے خلفاء کرام اور عقیدت مندوں کا جذبہ اتباع شریعت سے سرشار ہونا ہے۔

آپ کی ذات میں علم شریعت کا نور نمایاں تھا آپ نے جماعت اہلسنت کے لیے اپنے تمام مر یدین حضرت پیر سید ریاض حسین شاہ کے حوالے کرنے کا اعلان فرمایا۔ جماعت اہلسنت آپ کی ان کی شفقتوں کو کبھی نہیں بھلا سکتی جماعت اہلسنت کا ہر کارکن، عہدیدار حضرت کے صا حبزادگان اور خلفاء کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے آپ کی قبر انور پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

استاذ العلماء زینت المدرسین حضرت علامہ مفتی سید سجاد حسین شاہ

پیر طریقت رہبر شریعت منبع جود وسخا مصدر علم ونوا حضرت المخدوم پیر سیف الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم العالیہ صرف ایک عالم دین نہیں تھے بلکہ عالم گر تھے سونا نہیں تھے بلکہ سنار تھے، موتی نہیں بلکہ موتی گر تھے جب تک زندہ رہے تو سونا بن کر رہے اور اب قبر میں ہیں تو وہاں پر بھی سونا ہیں کیونکہ اولیاء اللہ مرتے نہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں اپنی زندگی کے سنہری ایام جسطرح انہوں نے گزارے وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ تمام صاحبزدگان اور تمام عقیدتمندوں کو انکی زندگی کو مشعل رہ بنانا چاہیے تاکہ پوری دنیا میں اسلام کا

شمع روشن ہو جائے۔اللہ تعالی انکی قبر انور پر کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے اوران کے مزار اقدس سے فیوض وبرکات لوٹنے کی توفیق عطافرمائے بروز حشر سرکار مدینہ ﷺ کا اللہ تعالی انکو پڑوس عطافرمائے۔ سجاد حسین شاہ۔

خویدم دارالافتاء جامعہ نعیمیہ لاہور،

ناظم تعلیمات جامعہ باب رحمت ہونگی جی ٹی روڈ لاہور۔

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد ظفر الرحمٰن چشتی

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن نوراللہ مرقدہ صرف پیر ہی نہیں تھے بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وارث بھی تھے۔ان کی علمی اور روحانی خدمات ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ اور ہم بھی ان کے پیروکار کہلانے کے مستحق ہوں گے جب ہم ان کی تعلیمات کو عام کریں گے۔ اللہ تعالی آپ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

محمد ظفر الرحمٰن چشتی مدرس وخطیب جامعہ نعیمیہ لاہور

استاذ العلماء زینت المدرسین حضرت علامہ محمد نواز خان صاحب نظامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کل نفس ذائقۃ الموت

موت العالِم موت العالَم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پیر صاحب مبارک کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائیں۔آمین

محمد نواز خان

خادم علوم دینیہ جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو علامہ اقبال روڈ لاہور۔

پروفیسر ڈاکٹر پیر محمد آصف ہزاروی

حضرت پیر سیف الرحمٰن نقشبندی مجددی مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ وصال عالم اسلام کیلئے ناقابل تلافی نقصان ہے حضرت کا شمار ان اکابر اولیا کرام میں ہوتا ہے جن کی محفل میں آنے والا ہر شخص ذکر الٰہی کی صدا بلند کرنے لگتا ہے حضرت نے اپنے صاحبزادگان کی تربیت اس انداز سے فرمائی ہے کہ وہ آپ کی کمی اس انداز سے پوری کریں گے کہ آپ کا لگایا ہوا ہر پودا تا قیامت سرسبز رہے گا۔ اللہ تعالیٰ بطفیل نبی اکرم ﷺ آپ کے مزار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

میں سراپا مخزن راز ہوں میں رہا ہوں مدتوں راز میں
تیرا شوق دید کشاں کشاں مجھے کھینچ لایا مجاز میں

پروفیسر ڈاکٹر پیر محمد آصف ہزاروی
مہر آباد شریف وزیر آباد پرنسپل گورنمنٹ کالج وزیر آباد

مجاہد اسلام حضرت علامہ مجاہد عبدالرسول خان قادری

حضرت پیر سیف الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ ان کے تمام مریدین اور خلفاء پابند شریعت ہیں اور ان کی زندگی کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے گستاخ رسول منیر شاہ کر کے خلاف جہاد کیا۔

مجاہد عبدالرسول خان
امیر سنی تحریک لاہور ڈویژن حضرت داتا دربار روڈ

مولانا محمد فاروق حمزہ رضوی

حضرت قبلہ پیرار چی رحمۃ اللہ علیہ نے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کے دل محمد مصطفیٰ ﷺ کی سچی محبت کی طرف پھیر دیے اور ایسی مشعل امت مسلمہ کے دلوں میں روشن کی جس کی روشنی رہتی دنیا تک زندہ رہے گی۔ اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے اور مریدین کو صبر جمیل فرمائے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد غلام مرتضےٰ نقشبندی

آج مورخہ 10-06-29 کو پیر طریقت رہبر شریعت واقف رموز واسرار وحقیقت منبع جود وسخا پیر اخندزادہ پیر ارچی پیر سیف الرحمٰن صاحب پیر صاحب مبارک کے آستانہ عالیہ پر آپکے قل خوانی کے پروگرام میں حاضری کا شرف حاصل ہوا جہاں پہنچ کر محسوس ہوا کہ واقعی دلوں کو روشنی جو مل رہی ہے وہ انہی کے فیض سے ہے اور یہ بھی محسوس ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی مہربانی اس شخصیت پر تھی اور حقیقت تو یہ ہے کہ میرے جیسا بندہ اس عظیم ہستی کے بارے کچھ کہہ نہیں سکتا کیونکہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیداور پیدا

اللہ تعالیٰ اپنے قرب خاص میں جگہ عطا فرمائے صاحبزادگان اور عقیدتمندوں اور متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے اوران کے فیوض وبرکات کو جاری فرمائے آمین ثم آمین

مفتی محمد غلام مرتضےٰ نقشبندی جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

ملک مقبول الرسول قادری

آبروے اہل سنت مخدوم اخندزادہ پیر سیف الرحمٰن ارچی خراسانی رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے ماحول ہی نہیں بلکہ ساری اسلامی دنیا میں منفرد شیخ طریقت کے طور ہر جو خوبیاں، ممتاز ومميز مقام عطا کرتی ہیں۔ وہ یہ ہیں

۱۔ خود مستند عالم دین اور باعمل شخصیت کے مالک تھے اور شریعت مطہرہ کے منبع تھے۔

۲۔ اپنی ساری اولاد کو علم دین پڑھایا اور ان کو سختی سے احکام شریعت پر کاربند کیا۔

۳۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار تھے اور اس محبت کے پیغام کو عام کرتے رہے۔

۴۔ مسجد و مدرسہ اور خانقاہ کے تصور کو از سر نو انہوں نے یکجا کر کے متعارف کرایا۔

۵۔ ان کے ۵۰ ہزار سے متجاوز خلفا اور لاکھوں مریدین شریعت اسلامیہ کا پرچار کر رہے ہیں۔

۶۔ دین کے وقار اور اتحاد اہل سنت کے لئے ہمہ وقت مصروف عمل رہے۔

۷۔ حضور سیدنا غوث اعظم، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری، حضرت شاہ نقشبند اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت سے سرشار تھے ان کے فیض کے امین تھے اور ان کے تابع رہ کر سالکین میں غیرت و جرات کا جذبہ پیدا کرتے رہے۔

۸۔ وہ لبلہ مسجد یا روایتی خانقاہ نشین نہیں بلکہ ایک مجاہد اسلام اور فقیہ کبیر تھے۔

۹۔ امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرۃ کی فکر سے مکمل متفق تھے اور انہیں اپنا راہنما و مقتدا مانتے تھے۔

۱۰۔ انہوں نے ساری زندگی مسلکی تصلب کو اپنی شخصیت اور وابستگان میں نمایاں رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

ملک محبوب الرسول قادری چیف ایڈیٹر انوار رضا

حضرت علامہ مفتی سید مزمل حسین شرقپوری

حضرت علامہ مولانہ پیر محمد یوسف صاحب اعوان

حضرت پیر طریقت رہبر شریعت عالم ربانی حضرت قبلہ پیر سیف الرحمن صاحب بہت بڑے عالم روحانی تھے بہت بڑے وجدان کے حامل تھے انکی تبلیغ روحانی کا بہت بڑا اثر یہ تھا کہ آپ نے اپنے ملنے والوں کو شریعت و طریقت کا عامل بنایا اور سنت مصطفےٰ ﷺ کی پیروکاری کے ساتھ ساتھ روحانی مبلغ بنا کر امت مصطفےٰ ﷺ کے سامنے پیش فرمایا اور انکی تبلیغ کی وجہ سے انکے ما ننے والے تقریبا سب کے سب شریعت کے عامل بنتے گئے اللہ تعالیٰ آپکے فیضان میں اور بھی بر

کتیں عطا فرمائے آمین ثم آمین

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا فضل کریم چشتی

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
حضور قبلہ عالم کی زندگی مبارک علم وعمل کا مجموعہ تھی کئی مرتبہ زیارت کا شرف حاصل ہوا ''الاستقامۃ فوق الکرامۃ'' کا نمونہ پایا وہ بلا خوف ہو کر ہر کسی کو امر بالمعروف سے نہی عن المنکر کر تے رہتے تھے۔ ان کا کام تا قیام قیامت اپنا نور بانٹتا رہے گا ان کا ہر کام فیض رساں تھے اور جو کام دوسروں کو نفع دیتا ہے وہ ہمیشہ باقی رہتا ہے۔ وہ روایتی شیخ نہ تھے بلکہ اس پائے کے شیخ تھے جو ان کے ساتھ لگ گیا وہ بھی کامل اور مکمل ہو گیا اللہ کریم ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق فرمائے

فضل کریم چشتی فاضل بھیرہ شریف

مدرس دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف۔

پروفیسر محمد عبد العزیز خان

پیر طریقت رہبر شریعت پیر سیف الرحمٰن صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر انکے جنازے اور ختم قل شریف پر ہزاروں خلفاء مشائخ پیران عظام کی شرکت دراصل انکی خصوصی روحانی توجہات کا نتیجہ ہے صوفیا کا ہمیشہ سے ہی اسطرح امتیاز رہا ہے کہ وہ نہ صرف اپنی ظاہری حالت میں مخلوق خدا کے لیے فیض ہوتے ہیں بلکہ بعد از وصال بھی انکے فیوض وبرکات اور فیض رسانیاں ہمیشہ سے رہی ہیں پیر صاحب جب افغانستان سے تشریف لائے تو وہ اکیلے تھے آج انکے وصال پر انکے سینکڑوں خلفاء اور لاکھوں مرید اس بات کی خصوصی دلیل ہے کہ یہ حضرت کے روحانی فیض کا جاری چشمہ صافی ہے جس سے آئندہ آنے والی نسلیں روحانی پیاس بجھاتی رہیں

گی۔ جماعت اہلسنت پاکستان انکے سانحہ ارتحال پر بے حد مضطرب خاطر ہے اور بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ انکے درجات کو مزید بلند فرمائے اور انکے مریدین اور محبین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

منجانب پروفیسر محمد عبدالعزیز خان

امیر جماعت اہل سنت لاہور ڈویژن

حضرت علامہ محمد ندیم القادری

آج مورخہ 10-06-29 کو حضرت پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن کی یاد میں انعقاد پزیر محفل میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ یقیناً اس بابرکت محفل میں شرکت کر کے اور اس روحانی ماحول کو محسوس کر کے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ پاک سے اور نبی پاک ﷺ کی بارگاہ سے ملنے والے فیض نے اس مقدس ہستی کو کتنا بلند مقام عطا فرمایا ہے کہ جن کے مریدوں اور خلفاء کو دیکھ کر نبی پاک ﷺ کی عظیم نعمتوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ حضرت صاحب کے مزار اقدس پر کڑوروں رحمتوں کا نزول فرمائے آمین

علامہ محمد ندیم القادری

ناظم علماء کونسل تحریک منہاج القران ضلع راولپنڈی

صاحبزدہ محمد شاہد حضور چشتی

آج مورخہ 10-06-29 میں اس ہستی کے بارے میں کیا لکھوں جن پر رب کریم کے کرم نبی آخرالزمان ﷺ کی نظر عنایت اور جمیع اولیائے کرام کے فیوض و برکات کا ایک چشمہ ابل رہا تھا اور جن کے نظر سایہ رحمت سے کئی بے دین دین مصطفوی کے وارث بن گئے کئی گستاخ، سنت نبوی کے پابند ہو گئے جن کے نقش قدم پر چلنے والوں کو دیکھ کر کئی بے دینوں کے دل ڈھل جاتے

تھے اللہ کریم کی شان قدرت کہ یہ وعدہ موت، وصل وصال پورا ہونا تھا مگر دنیا اہلسنت، سلسلہ سیفیہ، جماعت اہلسنت عشق نبوی میں بریلوی مسلک، ایک ایسی ہستی سے محروم ہو گئے کہ جن کو یہ عشاق صدیوں نسل در نسل یاد رکھیں گئے اور ان کے نقش قدم پر چلتے رہیں گے اور ان کی محبت و سنت و عمل کو پھیلاتے رہیں گے اللہ کریم ہم سب کو بالخصوص آپ یعنی پیر طریقت قطب دوراں استاذ العلما والفقہاء پیر اخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمتہ اللہ علیہ کے جمیع صاحبزدگان خلفائے کرام کو اس سلسلے میں محبت و وفا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

طالب دعا صاحبزدہ محمد شاہد حضور چشتی

صدر جماعت اہلسنت راولپنڈی کینٹ منتظم اعلی جامع غوثیہ رضویہ راولپنڈی

ابو یاسر اظہر حسین فاروقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ

حضور قبلہ عالم اخوندزادہ پیر سیف الرحمٰن نور اللہ مرقدہ کا وصال پر ملال پوری اہلسنت و جماعت حنفی بریلوی قوم کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے۔ حضرت زمین پر حجتہ الرسول فی الارض تھے ۔اسلاف کی زندہ جاوید تصویر تھے۔ آپ نے مسلک حقہ اہلسنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کیلئے دن رات جتنا کام کیا یہ حضور قبلہ پیر صاحب کا ہی خاصہ تھے۔

ایسے افراد صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ جن سے اللہ تعالی اپنے دین حنیف کے فروغ کا کام لیتا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالی حضرت صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ اور آپ کے فرزندان، لواحقین اور مریدین کو صبر جمیل کے ساتھ یہ ہمت وقوت اور استقامت عطا فرمائے کہ آپ کے مشن کو سب آگے بڑھائیں۔ آمین۔ ثم آمین بحق سید المرسلین ﷺ

العبد ابو یاسر اظہر حسین فاروقی۔

خطیب جامع مسجد حنفیہ رضویہ ماڈل ٹاؤن اے بلاک گوجرانوالہ

ایڈیشنل سیکرٹری مرکزی جمیعت علمائے پاکستان پنجاب

رانا محمد صدیق خان حامدی قاری شاہد اقبال نورانی

حضرت مبارک صاحب کے جنازہ میں شامل ہو کر ایمان تازہ ہوا پچاس سالہ زندگی میں ایسا جنازہ کبھی نہیں دیکھا جس میں %99 شرکاء شریعت کے پابند محمدی لباس پہنے اور سر پر سفید عمامہ سجائے حضرات شامل تھے۔ حدنگاہ تک عوام کا جم عفیر تھا۔ اور ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آسمان سے فرشتے اترے ہوئے ہیں اللہ تعالی پیر مبارک کے مشن کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

رانا محمد صدیق خان حامدی جنرل سیکٹری مرکزی jup ساہیوال ڈویژن

قاری شاہد اقبال نورانی

فیض آباد لڑکانہ چوہدری ذوالفقار ضلع اوکاڑہ مرکزی جمیعت علما پاکستان

حضرت مولانا صاحب طالقان قدس اللہ سرہ

اسم شریف ایشان حضرت مولوی صاحب شاہ رسول باشد شہرت مبارک درین طریقہ عالیہ بنام مولانا صاحب طالقان است اصلا از حصۂ تگاب (اسم منطقہ ایست از کوہستان کابل

) بودند ابتداء علوم عقلیه ونقلیه را از اساتذۂ آن عصر و دیار تحصیل نمودند و عالم محقق و مدرس شدند
سپش شروع بکسب کمالات باطنی نمودند و از پاس انفاس قدسی آیات عارف کامل و ولی مکمل
حضرت اخونزاده صاحب تگاب قدس اللہ سرہ بطرق ثلثہ قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ بمنصب خلافت
رسیده از طرف موصوف ماذون ومجاز گردیدند مدتی چند بعد ازین شوق و ذوق طریقہ عالیہ نقشبندیہ
در دل ایشان افتید دران زمان ارشاد والا ارشاد جناب قدوۃ المحققین وزبدۃ العارفین حضرت
صاحب شمس الحق والدین قدس اللہ سرہ الاقدس در اوج کمال چون آب زلال معروف و مشہور عا
م وخاص بود لاجرم در صحبت اکسیر نمای آن ولی دوران رسیده بیعت طریقہ عالیہ نقشبندیہ را با جمیع
اسباق آن کہ الی دائرۂ لاتعین (۱) میباشد در اندک زمان بوجہ اتم واحسن بدرجہ اکمال و مرتبہ تکمیل
رسانیدند و بہ نسبت خاصہ نقشبندیہ مشرف شدہ از خدمت ایشان مجاز گردیدند مثل ایشان چون قصہ و
حالات حضرت خواجہ باقی باللہ میباشد کہ در ترجمۂ ایشان بیان نمودہ شد جناب ایشان را حضرت
احدیت در علم ظاہر و باطن استعداد بلند و مقام شامخ وار جمند عطا نمودہ بود و از ان رو حضرت
صاحب موصوف پیر و مرشد ایشان دیدند کہ از این چنین اشخاص عالمی منور و معطر میگردد لہذا برای
ایشان ہر چہ زودتر از دیگران اجازہ خلافت و ارشاد را باقصی مناسبت کہ سزاوار بود عطاء نمودند از
حضرت مرشدنا مسموع شدہ کہ میفرمودند کہ از جناب ایشان شنیدہ ام کہ ابتداء اجازہ خلافت را کہ
ھمراہ ایشان در راہ بودم و جناب حضرت صاحب باسپ خویش سوار و من پیادہ بودم فرمودہ بودند با
ین لفظ۔

"ملا ذکر دادہ باشی"

درین وقت ہنوز اسباق ایشان تمام نشدہ بودہ و در لطیفہ سرکار ایشان بودہ ازین واقعہ تعدیت کار و
سرعت کمال ایشان اظہر من الشمس معلوم میشود القصہ بعد از ینکہ جناب ایشان از طرف حضرت
صاحب موصوف ماذون (۲) شدند و سلوک ایشان باتمام رسید ہنوز ورقہ ارشاد موصول نشدہ بود

که جناب حضرت صاحب بتاریخ ۱۳۵۰ھجری قمری ازین داد پر ملال رحلت نمودند و مولانا صاحب موصوف درین زمان در وطن مالوف خود منطقه تگاب بدرس و تدریس وارشاد وهدایت طلبه ظاهر و باطن عالمی را منور ساخته بودند مریدین و اصحاب و مخلصین واحباب ایشان بحدی رسیده بود که دیگر اشخاص معاصر و معاندرا در حیرت انداخته بودند و در مریدین ایشان مجاذیب وعشاق در آه وناله وصیحه های عاشقانه چون مرغ بسمل و پروانه در حضور محرم و بیگانه در اضطراب و طپان بودند لذا بعضی اشخاص که گرفتار طبع مجبول بودند یا حضرت ایشان شور و شر آغاز نمودند و در حکومت وقت شکایت (۳) نمودند که این مولوی صاحب بدون ارشاد خطبه پیری میکنند و مریدانش جذب میشوند درین وقت جناب حضرت صاحب نور المشایخ قدس الله سره که مولانای موصوف را میشناختند واز خلافت وارشاد ایشان که واقعی بود خبر شده بودند فی الفور برای ایشان ارشاد خط نوشتند و میدانستند که منبع و مسیر هردو طریق از یک شخص واحد جدا شده مولانای مشار الیه نیز کامل الاستعداد و شخص متدین و صاحب الارشاد میباشد بعد ازین آتش صاحبان غرض هنوز برافروخته بود جناب ایشان از مسکن آبائی خود هجرت مسنون اختیار نموده در خطه طالقان آمدند و در منطقه مسماة به بهارک سکونت پذیر شده بتدریس علوم ظاهری و ترویج طریقه عالیه ونشر اخلاق مصطفویه بقیة العمر را درین سرزمین باستانی سپری نمودند وارشاد ایشان در طریقه عالیه نقشبندیه زیاده تر نصیب عالی شعار ایشان مستفیض و مستفید شدند بالآخره در ۱۳۴۰ شمسی مطابق ۱۳۸۲ھ ق بعد از انیکه در منصب امامت مشرف شده بود عالم فانی را وداع گفته بجوار رحمت حق پیوستند "انا لله وانا الیه راجعون" مر قد منور ایشان نیز در منطقه بهارک معروف و مشهور است۔



حاشیه جات

(۱)...... دور عصر ایشان بمنصب قطب ارشاد مشرف شده بودند حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی

درمکتوبات درصفحه ۲۶۰ حصه چهارم وکذا در حضرات القدس ورساله مبدأو معاد درین قسمت تفصیل عجیبی ایراد نموده در ینجا از آخر مکتوب مذکور اختصاراً این موضع ذکر میشود۔ قطب ارشاد که جامع کما لات فردیت نیز باشد بسیار عزیز الوجود است وبعد از قرون بسیار واز منه بیشمار این قسم گوهری بظهور می آید اما شخصی که منکر آن بزرگ است یا آن بزرگ از ودر بار است هر چند بذکر الٰهی تعالیٰ و تقدس مشغول است اما از حقیقت رشد وهدایت محروم است همان انکار وآزار سدراه فیض او میگر ددوبی آنکه آن عزیز متوجه عدم افاده اوشود وقصد ضرر او نماید۔

(۲)......عجیب است از صاحب گلدسته کرامات شمسیه که از نام حضرت مولانا شاه رسول قدس الله سره العزیز در ذیل اسماء ماذونین جناب حضرت صاحب کوهستان تذکر نموده ولی درصفحه ۱۳۶ آن چنین میگوید احوال سعادت مآل بعضی خلفا اکرام ومجازین عظام حضرت ایشان قدس سره انتهی فاندفع الاشکال بقوله بعضی خلفاء ایشان۔

(۳)......این واقعه را بنده راقم الحروف در ۱۳۵۶ هجری شمسی از پسر ایشان مفصل شنیده ومیفرمود ند اوراق مناقشات آن واقعه الی ۱۳۴۹ هجری شمسی در نزد من موجود بوده و العهدة علیه وانی ناقل من لدیه۔

حضرت مولانا محمد هاشم سمنگانی قدس الله سره

فرید الدوران صاحب الخوارق والمعارف علم الوریٰ ولی کامل ومکمل محبوب ذات سبحانی حضرت مولانا محمد هاشم السمنگانی شهرت ایشان مولوی بزرگ است اصل ایشان از ولایت

سمنگان از منطقه مسماة بغزنیگک میباشد۔ در عمر بیست و پنج سالگی شروع بتحصیل علوم ظاهری نموده بودند و ابتداء که شامل مدرسه شدند از کافیه ابن حاجب شروع نموده (۱) بمدت چهارده ماه از علوم مروجه فراغت حاصل نمودند و در اثناء قرأت صحیح امام بخاری رحمة الله علیه در روز ے ۲۵ الی ۲۶ ورق میخواندند۔ در زمان تحصیل گاهی در منطقه در تگاب نیز میبودند و از جناب ایشان شنیده شده که میفرمودند در آن آوان بزیارت مرقد مولوی سلطان محمد تگابی میرفتم (۲) شبے در خواب دیدم که علوم مولوی صاحب سلطان محمد همه برائے من داده شده همیں بود که بعد ازیں خواب ابواب علوم وفنون برائے ایشان کشوده شد......

در مدرسه های کشور غیب　　　تحصیل نموده علم لاریب

وچناں طی اللسان داشتند که در مدت پنج ساعت تمام قرآن کریم را ختم مینمودند در یک ماه رمضان المبارک هو ده سپاره قرآن کریم حفظ نموده بودند و تمام ختمات ایشان زیاده از هزار بار شده بود و پنج سال مکمل صوم حضرت داؤد علیه السلام را داشتند۔ ایشان مرید و خلیفه حضرت مولانا شاه رسول طالقانی قدس الله سره بودند و در مریدین ایشان ممتاز بودند که بعد از وفات حضرت مولوی صاحب شاه رسول طریقه عالیه را چنان رونق دادند که در یک مجلس ایشان هم کسانی بودند که بمرتبه ولایت رسیدند۔ از انسان چگویم که توجه اکسیر نمائی ایشان برائے حیوانات نیز تاثیر انداخته بود هزار افسوس که عمر گران مایه چندان وفانکرد بحدود چهل سالگی رحلت نمودند و در زمانه ارشاد ایشان اکثر اوقات مریض بودند و اگر در میدان گفتگو عالمی را متوجه میشدند آن کس خود را از علوم عاری و عوام محض میدید و چنان وقائق علمی از ظواهر نصوص قرآنیه بیان مینمودند که عقل سامعین را اضطراب میماند و اگر حقائق و معارف و حالات و کرامات و خوارق ایشان جمع میکردند لائق آن بود که در چندین مجلد اوراق اتمام میافت (۳) خلص جناب ایشان آیتی بود از آیات الهی که مثلش در قرون طویله بوجود نخواهد آمد و اگر نظر بظاهر ایشان میکردی هرگز گمان شیخ و صوفی یا عالم نمیتوانسی زیرا که ذات

بابرکات ایشان اکثراوقات بلکه تمام عمرعزیزبلباس ھائی فاخرہ مؤدی مصداق '' واما بنعمة ربك فحدث '' بسر بردند۔ دستار ھائی سبز وسیاہ راہ بسیار دوست داشتند ولباس ھائی رنگین پوشیدند۔

ازدرون شد آشنا واز برون بی گانہ وش

کاین چنین زیبا روش کم بی بود اندر جہان

بعد از وفات حسرت آیات حضرت مولانا صاحب شاہ رسول مدت مدیدی در سعی و استقراء اشخاص کمل بودند اکثر مشاہیر احیاء واموات عصر را گشتند بجز آنچہ را کہ از حضرت مولانائی مرحوم کسب نمودہ بودند از دیگرے دفع عطشان ایشان حاصل نشد وبعد ازین چند سال آخیر از بقایای عمر ایشان رادر مشیخیت صرف نمودند ولی ہر عابر السبیل رادر سلوک داخل نمیکردند بجر دیک صحبت تمام حالات وکیفیات قادمین را معلوم میکردند ومیدانستند کہ این شخص چنین لیاقت دارد وآن شخص چنان خلص مصداق '' اتقوا فراسة المؤمن فانه ينظر بنور الله '' بودند ازین سبب خلفاءِ ایشان عموماً بہ سی نفر نمیرسد وصحبت ایشان چنان مؤثر وفرح افزا بود کہ شخص محظوظ ھرگز تاب جدائی ایشان را نداشت اما اشخاص ظاہر بین ھمچنان در بادیہ غباوت عمرے بسر بردند۔

مصرع۔ قدر این می ندانی بخدا تا نچشی

چون عمر مبارک ایشان بحدود چہل سالگی رسید امراض واسقامیکہ داشتند زیادہ تر شد نظر بصواب دید آن وقت جھة تداوی عازم پاکستان شدند ھمین بود کہ بتاریخ نہم شوال المکرم ۱۳۹۱ھ قمری مشتمل حروف ختم قرآن مطابق ۶ قوس ۱۳۵۰ ہجری شمسی شربت موت را از کاس '' الموت کاس و کل الناس شاربه '' از دست ساقی '' و الله يدعو الىٰ دار السلام '' چشیدہ جان بجہان دار انس جان تسلیم نمودند '' انا لله و انا اليه راجعون '' مرقد منور ایشان درحصہ پیر سباق میباشد وآن موضعیست از دیہات نوشہرہ کہ تحصیلست از توابع صوبہ سرحد پشاور۔



حاشیہ جات

(۱)......اما کتب ابتدائیہ فارسی وقرآن مجید راقبلا درمکاتب خانگی خوانده بودند۔

(۲)......مولوی سلطان محمد کہ صاحب حال وقال بوده حضرت مولانا صاحب مرحوم ازانروہرگاہ وناگاہ بزیارت ایشان بر سر تربت آن میرفتہ اند بعداز چندگاہ شبے عالم موصوف رادرخواب دیدند چنین فرمودند علوم من ہمہ باتو دادہ ام بعدازین تاریخ ہر کتابی راکہ مطالعہ میکردند میدانستند۔

(۳)......منجملہ مشق نمونہ خرواردو تصرف ایشان درین جا ایراد میشود اول اینکہ شخصے از مریدین ایشان رادر موسم ربیع بایکتن عفیفہ صغیرہ سیلاب بردہ بوددران اثنا بہرخار وخاشاکی از کثرت ہول وطغیان آب دست میزدند ناگہ اسم مبارک آن صاحب کمال رایاد آوردہ بودند فی الفور دستے از غیب پیدا شدہ آن غریق متحیر راازبحر درصحراء انداختہ بود۔

دوم: شخصے عبدالرزاق نام درمسابقہ بزکشی ازسکلیدن کمر بنداسپ درزیر شکم اسپ آمدہ بود مذکور میگوید کہ درآن دم نام مبارک ایشان رابدرگاہ اوتعالیٰ شفیع آوردہ نداکردم علی الفور دستے ازغیب دررسید بندہ رابا پالان اسپ واپس بالانمود بعدازین این حالت رابرائے ایشان بیان کردم عدہ زیادے ازمصاحبین گفتند کہ درآن ساعت اززبان مبارک فجأۃ عبدالرزاق گفتہ آوازی برآمد کہ ہمہ اہل مجلس ازین واقعہ درحیرت بودیم۔

حضرت اخندزادہ سیف الرحمٰن مبارک پیرارچی خراسانی رحمۃ اللہ علیہ

آن قیوم الزمان آن مربی بیعدیل آن ولی کامل ومکمل آن قدوۃ ارباب ارادت آں سالک مسالک اہل فتوت آن جامع محاسن طریق عبدیت آن محلی بحلیۃ کمالات صوری ومعنوی

آن غواص بحار حالات وشهود آن کشاف دقائق وجد و وجود آن مظهر خوارق وجذبات آن عارج معارج ومقامات آن محقق حقائق وعرفان حضرت مرشدنا ومجری فیوضاتنا اخونزاده (۱) صاحب سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت ایشان درایام صغارت صاحب کشف وحالات بوده اند روزے باین ذره نابکار فرمودند که درایام صباوت عالم کون ومکان و دوزخ وجنان را مشاهده میکردم واشکال های عجیب وغریب از انواع مخلوق اللہ که از دیدهٔ دیگران مستور بود همه را میدیدم ولی از عدم تفرقه بین این اشکال واقسام بوالد ماجد عرض مینمودم چونکه حضرت والدم از مزایا و زوایای این حالات وکیفیات خبر نبودند برایم میگفت ای پسر باین چیزها فریفتہ مشو شاید که گروه از جنیات باشند وگاهی چنان عشق وجذبه آلهی بنده را مجلوب میساخت که گل گلاب را میگرفتم ودر کناری از دیگران علیحده میرفتم روزهای دررنگ وبوی آن درحیرت بودم......

برگ درختان سبز درنظر هوشیار

هرورقی دفتریست معرفت کردگار

وبجر دشمیدن آن در گوشهٔ تنهائی زارزار میگرستم واشک ها از دیده روان وساعات زیادی برین سوز وگداز بودم باز درخانه میآمدم واز شنیدن نعوت حضرت خیرالبشر علیہ من الصلوٰت اتمہاومن التحیات اکملہا زیاده مسرور میبودم ودرصحبت های نعت خوانی شوق وذوق تمام داشتم القصه ذات بابرکات باوجوداین ذوق وحالات هنوز از کسے اخذ بیعت نکرده بودند ولی میفرمودند والد ماجدم بنده رادر ایام صباوت درصحبت اشخاص نجیب بسیار مشرف ساخته بودند منجمله درصحبت عاشق سردار دو عالم نعت خوان ونعت گوی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت حاجی محمد امین صاحب نیز مشرف شده بودم ولعاب دهان ایشان که نشهٔ عشق ومحبت داشت از باده صهبای سرشار آگاهی میداد بدهانم داده بودند۔

بعدازین هرگز نبیند هیچ خماری دیگری

همچو من می خوارہ و مثل تو سرشار دیگر

چوں عمر مبارک ایشان بحدود بلاغت رسید کتب ابتدائیہ مروجہ رااز والد ماجد و دیگر اساتذۂ آن وقت و دیار تحصیل نمودہ بودند و بعدہ عازم کشور ہمسایہ شدند کہ از قدیم الایام تا کنون مرکز دورۂ احادیث و فنون و مرجع طلاب و مخلصین علوم و معارف اسلامی دران سرزمین معروف و مشہور بودہ و بعد از ینکہ جناب ایشان وارد پاکستان شدند مدت دورۂ تحصیل رااز علماء متدین و مقلد صوبہ سرحد پشاور و نواحی آن سپری نمودند و از علوم صرف و نحو و تفسیر و حدیث و تجوید و فقہ و عقائد حتی المقدور جد و جہد نمودند و آن چہ در دیوان ازل برای ایشان مقرر و مقدر بود نقد وقت نمودہ واپس بہ وطن مألوف ایشان کہ منطقۂ کوت از توابع بلدہ جلال آباد میباشد مراجعہ نمودند و بعد ازین بنا بر تعیین قضا و قدر ازلی طرف خطۂ قطغن ولایت قندوز باستانی قدوم آوردند و در قسمت دشت ارچی بموضع مسماۃ بہ نهر جدید سکونت پذیر شدند در آن زمان دورۂ حیات حضرت مولانا صاحب مرحوم طالقان بود کہ طنطنۂ ارشاد و الارشاد ایشان عالمے را منور ساختہ بود جناب ایشان ابتداء بیعت سلسلہ عالیہ نقشبندیہ رااز آن ولی کامل و مکمل نمودہ بودند ہنوز در لطیفہ قلب (۲) کار میکردند کہ مولانای مذکور دار فانی را وداع گفتند بعد ازین بخدمت حضرت مولانا محمد ھاشم سمنگانی کہ از اعرف خلفاء ایشان بود رفتہ بقیہ سلوک را بحد تکمیل و اکمال رسانیدند ازین جا قیاس باید کرد کہ جناب ایشان از قدماء مریدین حضرت مولانا محمد ھاشم میباشند در آن آوان حضرت مولانا صاحب مرحوم هنوز متاهل نشدہ بودند اکثر اوقات در تتبع اماکن مقدسہ و زیارات اولیاء اللہ میرفتند ازان جهة اقامة معینی نداشتند باوجود این همه حضرت مرشدنا میفرمودند کہ جناب ایشان از کثرت محبت و فرط علاقہ خصوصیت هرگاہ و ناگاہ کہ میسر ایشان در ولایت قندوز می افتید در ارچی و یا دیگر اماکن بدیدن بندہ میآمدند در آن وقت مریدین ایشان فقط چند اشخاص معدود بودند و شب ها همراہ من میبودند و از توجهات خاصہ ایشان محظوظ میساختند در بین من و ایشان چندان علاقۂ دوستی صورت گرفتہ بود کہ در

نظر هر کدام بمنزله دو جسد یک روح واحد متصور میشدیم باندازهٔ که روزے لطیفه سر من در حرکت در آمد که قبل ازین حرکت ظاهری نداشته بود بنده ازین واقعه که فجاءة برایم طاری شد متفکر بودم مدتے همدرین فکر بودم که جناب ایشان تشریف آوردند که بتاریخ مذکور لطیفهٔ سر من نیز چنان حرکت ظاهری پیدا کرده بود انتهی کلامه الشریف بعدازینکه حضرت مولانا صاحب مرحوم متاهل شدند و جسم لطیف ایشان از کثرت درد والم نحیف شده بود دوستان و مصاحبین ایشان نیز رو بتزاید بود برائے جناب ایشان دران وقت گفته بودند که ازمن ذکر دادن است واز شما توجه کردن لذا در تمام مریدین حضرت مولانا صاحب مرحوم شخصی نبوده که دران ایام از توجهات حضرت ایشان در کناره مانده باشد باندازهٔ که قادمین اوشان راقبل از ملاقات توجهات نموده اکثر ایشان راصاحب حیات قلبی مینمودند و بعده حضرت مولانا صاحب مرحوم تلقین ذکر نموده واپس بحضرت ایشان حواله میکردند خلص اینکه هرکسی راکه حضرت مولانا صاحب مرحوم اجازهٔ خلافت داده اند بعدازحضرت مرشدنا بوده و نیز حضرت ایشان شمی در خانقاه دشت ارچی باین ذره نابکار (راقم الحروف) خطاب نموده فرمودند که تمام توجهات حضرت مولانا صاحب مرحوم درحق من مبذول داشته به بیست ۲۰ توجه نمیرسد و تربیه جناب ایشان اکثر بتوجهات یک نفری و خصوصی در زمان و مکان خاص در دوران جوش و خروش و صحبت شباب حضرت مولانا صاحب مرحوم باتمام رسیده و بعداز دورهٔ مریضی و تاهل ایشان را از جوار خود خوانده معاون و همکار خود قرار می دادند و میفرمودند همه چیزیکه در وجود من بود در وجود اخون زاده انتقال یافت ـ واز صحبت آن قدوة ارباب عرفان باعلیٰ درجات کمال وتکمال مشرف شدند وقطع مراتب ولایات صغریٰ و کبریٰ وعلیا و سیر الی الله و فی الله و عروج در مدارج کمالات نبوت و رسالت و اولوا العزم و وقوف از علوم معیت احاطه و سریان توحید وجودی و شهودی بتفصیل عمیق حاصل نمودند واز حضور خاصه نقشبندیه بطرز خاص حضرت مجدد الف ثانی علیه الرحمه و فناء اتم و بقاء اکمل و زوال عین و اثر و فناء فناء را تحقیق یافتند و ارتقاء از جمیع مقامات ظلال و اصول و

وصول باصل الاصول که از شائبهٔ ظلیت مبرا و یکسو است نقد وقت ایشان گردید و بعد از وفات حسرت آیات حضرت مولانا صاحب مرحوم مرشد و مولاء ایشان طریقه عالیه راچنان رونق دادند که از تفصیل آن قلم عاجز میماند و بمضمون "ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجا" طالبان راه حقیقت و بادیه پیمایان سلک معرفت فوج فوج در صحبت ایشان از چهار اطراف و اکناف قدوم آوردند و بسا اشخاص در صحبت ایشان بدرجه ولایت رسیدند و بمجرد یک مجلس ایشان صاحب کشفیات و حالات و مقامات شدند و بیک نظر کیمیا اثر ایشان صاحب ارشاد و خلافت شدند و فحول علماء عصر و اساتذهٔ ایشان در طلب صحبت ایشان رسیده صاحبان حالات و کمالات شدند و عدهٔ زیادی از منکرین ایشان بمضمون "الفضل ماشهدت به الاعداء" که بغرض مناقشه و مجادله قدوم آورده بودند از مخالفات خود ها تبرا نموده در سلک مریدین ایشان قرار گرفتند و بمدح و اوصاف عالیه ایشان اعتراف ها نمودند۔ وارشاد و الارشاد ایشان نهایت اتم و اکمل واقع شد که درین عصر و دیار این چنین صحبت لله و فی الله باچنان سرعت و اکمال از عجوبه روزگار میباشد و بسا اشخاص صاحبان ارشاد و خلافت با مریدان و اصحاب خود از جناب ایشان اکثر در زاویه خمول نشستند و مجاذیب و محبان ایشان در هر دشت و دیار و کنج و کنار از شوق صهبای آن صاحب اسرار در خاک و خون غلطان و خیزان شدند۔

ورود بپاکستان: جناب ایشان بعد از میان آمدن تاریخ منحوس کفر والحاد هفت ثور ۱۳۵۷ھ هجرت مسنون اختیار نموده عازم پاکستان شدند که در آن زمان دوران بربریت و قتل و کشتار و غارت وظیفه و شعار وطن فروشان بی ناموس بود و از همه بیشتر و پیشتر با حجاف اشخاص نجیب خصوصا عده روحانیون و علی الخصوص مشائخ وقت را شروع نموده بودند خلفاء و مریدین جان برکف ایشان را که در نقاط مختلف کشور عزیز افغانستان زندگی میکردند بمضمون آیه کریمه "وقاتلوهم حتیٰ لا

تکون فتنة ویکون الدین کله لله " دستور دادند که بر علیه کفر والحاد برزمند همین بود که آن
جان بر کف معرکه وسنگر تا آخرین قطره خون جهاد کردند واز هر گونه قربانیها دریغ نه کردند عده در صف
قتال جام شهادت را چشیدند عدهٔ بضرب وشکنجه وبرق وکلفت بدرجهٔ رفیع شهادت رسیدند عده تا
کنون مفقود الاثر میباشند که خانمان واطفال معصوم ایشانان در بادیهٔ حیرت صبح ومسا چشم براه
پدرو کا زندگانی میکنند اما مبارزین موجوده ایشان که در قید حیات بر علیه کفر وفساد فعلا آمادهٔ کارزار
انداز حد وعد بیرون است واحصاء جمیع آن بسیار متعذر است وسکونت جناب ایشان در ابتداء
ورود بپاکستان مدتی در منطقه پیر سباق که از توابع مشهور نوشهره کلان است قرار گرفت در ینجا باوجود
اندک اقامت تعداد زیادی در سلک ارادت ایشان بیعت نمودند بعد ازین اهالی نوشهره کلان در
اشتیاق ایشان گرویده شده در حصه نوشهره آوردند در ینجا طالبان حقائق ومعارف الٰهی که سالها در
طلب اهل کمال ومعرفت بودند از هر اطراف واکناف جوق در جوق رجوع آوردند غلغله وشورش
مجاذیب ایشان عالمی را در حیرت آورد گاهی بعضی ناواقفان این حالات بطور خود سرانه برای کدام
استفسار میآمدند ولی بمجرد رسیدن از مافی الضمیر خودها نادم وتائب میشدند زیرا که اکثر مصاحبین و
مریدین ایشان اهل علم بودند ودر هر صحبت ایشان مباحث علمی مطرح میگردید علماء ومدرسین وطلبه در
مساجد ومدارس آن نواحی اجتماعات وحلقهای ذکر تشکیل میدادند صیحات وصعقات عاشقانه ایشان
بگوش هر قاصی ودانی میرسد۔ در روزهای پنجشنبه وجمعه انبوه وازدحام خلق الله چون ایام
عیدین بنظر میرسد ازین منطقه بسا اشخاص باکمال از صحبت ایشان بوجود آمدند که امروز هر کدام
آنها در مناطق مختلف پاکستان صاحبان خلافت وارشاد اند مریدین ومصاحبین زیادی دارند خلص
صوبه سرحد ونواحی آن بوی وخوی دار الارشاد سرهند پیدا کرد۔

طریقه ارشاد والارشاد حضرت مبارک علیه الرحمه: اما طریقه ارشاد والارشاد ایشان

قرار ذیل است ۔ اولاً طالب رامی بینند کہ خلاف عقائد سلف صالحین وائمہ مجتہدین نباشد و کذا اشخاص مذبذب و مائل بفرق جدیدہ را قطعاً تلقین ذکر نمی کنند مادامیکہ از سوء عقیدہ و تزلزل مبرا نشدہ باشد وہمچنین مردمان دیگر کہ بترک سنن و فعل بدعات مبتلا میباشند مانند ریش کل و ریش کوتاہ و سکریتی و بروتی مو و پرست و خود پرست و سر برہنہ و پاچہ کشال و امثال لہٰذا نہارا ہرگز در طریقہ شان شامل نمی کنند و میگویند کہ بترک سنن کسی بجای نرسیدہ است ۔

محال است سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز در پی مصطفیٰ

روزی شخصی از مریدین ایشان در ایامیکہ مقیم نوشہرہ بودند از پای چپ داخل مسجد شدہ بود علی الفور باخراج آن امر کردند و فرمودند کہ از پای راست باید داخل مسجد شوید حتیٰ استعمال نمک را کہ قبل از غذا و بعد ازان ثبوت دارد قطعاً از دست نمیدہد و ہمچنین در ملابس و مآکل و عادات و سائر حالات ایشان مطابق سنن معمول میدارند "وقس من ہنا بقیۃ مراتب المشروعات" (ازین بقیہ مراتب شرعیہ را قیاس کن) بعد ازین کہ شخصی قادم و طالب با شراط متذکرہ موصوف بود باز ہم باستخارۂ مسنونہ امر مینمایند بعد ازان از لطیفۂ قلب کہ ابتداء اسباق طریقہ عالیہ نقشبندیہ است تلقین مینمایند سپس علی ترتیب المراتب برحسب استعداد سالک بہر لطیفہ آن توجہ نمودہ لطائف عالم امر را باتمام میرسانند و بعدہ شروع در عالم خلق مینمایند پس سبق معروف نفی اثبات را بترتیب معروف اکابر نقشبندیہ اجازہ نمودہ توجہ مینمایند و بعد ازین شروع بہ وقوف لطائف مینمایند ہرگاہ کہ وقوفات باتمام رسید باز از مراقبہ احدیت شروع نمودہ الی اصول لطائف و دائرۂ ولایت صغریٰ و ولایت کبریٰ ھکذا الی آخر سیر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کہ دائرہ لاتعین است میرسانند و بعضی مرتاضین و ممتازین مریدین ایشان مافوق لاتعین کہ دوائر ثلثہ قیومیت و حقیقت صوم و سیف قاطع میباشد نیز بنظر شہود مشاہدہ نمودہ اند اما ذات بابرکات ایشان در حیات حضرت مولانا صاحب مرحوم

ایشان را توجه قومیت نموده بودند واز کیفیات آن محظوظ شده بودند در ۱۴۰۲ هجری شخصی از مریدین ایشان که صاحب جذبه قویه وحالات عالیه بودند بزیارت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس الله سره رفته بودند بعداز قدوم آوری دوائر ثلثه مذکوره را برای جناب ایشان نقد وقت یافته تبریک میگفتند وشب وروز ذات بابرکات بتوجه طلاب وقادمین وتربیه اشخاص خداپرست وحق بین مصروف میباشند وبه دیگر کارهای دنیوی کدام جزوی اشتغال نورزیده اند از ان رو مریدین ایشان باندک فرست بعدیت کاروبار خویش میدانند خلص از سالکین ومریدین ایشان چه تذکر نمایم اشخاص غیر سالک ومصاحب محض که باایشان صحبت نموده اند صاحبان بسی کشفیات وجذبات و حالات شدند در ینجا یک مکتوب ایشان که موید این مدعاست باعث تحریر میگردد دورایامیکه بنده راقم الحروف در مدرسه مولانا ابوبکر تایبادی واقع تایباد در ایران سکونت پذیر بودم مکتوب فیض مصحوب ایشان از پاکستان بتوسط شیخ مولوی صاحب برایم رسید مرقوم ومعنون باین عنوان بود که بالعبارة تحریر میشود......

بسم الله الرحمن الرحیم بحضور ارجمند واقدس فرزند روحی ومعنوی ام داملا علی محمد بلخی ابو الاسفار صاحب را تحفه سلام تقدیم وامید قبول دارم وهمه رفقاء ودوستان وسالکین اینجانب سلام های صمیمانه خودها بحضورتان تقدیم وارسال میدادوخودم وارجمندان وفامیل حقیر نیز لباس صحت در بردارند وبدعاء خیرونیک تان مشغول است وموفقیت وترقی دارین تان راازذات بی چون مسئلت داریم ثانی از لطف های تان که درباۀ یادآوری وارسال نامه ها ممنون نمودید مشکوریم که الحمدلله دررشته محبت فتورنرفته ونخواهد رفت واز خداوند جل جلاله از دیار آن راطالبم ارجمند ابنده را ازکمبودی فرستادن مکتوب مع زوردارید بچند وجه که اول کثرت شغل رفقاء ومریدان است که دراکثر وقت فرصت بتداوی ندارم اگر مریض شوم الحمدلله که خدمت دین اسلام است مصروف هستم ثانی چندان حوصله تحریر وخط ندارم لهذا بشما عرض میشود که قلت ارسال مکتوب های بنده ازفراموشی وبی

محبتی نیست وبجلالیت خداوند قسم است که درین تحریر آب دیدهٔ بنده ریزان است ونشانه اش در آخیر مکتوب معلوم خواهد نمود یدکه خط رامخدوش گردانیده

ازطرف فقیراخندزاده سیف الرحمٰن

قبل ازین بنده راقم الحروف یک قطعه دعاوسلام منظوم مشتمل باصطلاحات خاصه ارباب اشارات وعرفان ازایران برای ایشان ارسال نموده بودم چنانچه اشارتی ازان نیزدرین مکتوب کرده اند بقوله الشریف ''ثانی ازلطف های تان که درباره یادآوری وارسال نامه هاممنون نمودید مشکوریم'' انتهی قوله الشریف۔

برویم دراصل سخن مدت چیزی کمتر سه سال درنوشهره سکونت کردند وبعدازین درقسمت باڑه درمنطقه کھجوری حصه مسمّٰی به منڈیکس خانقاه عالیه ومدرسه مسماة بدارالعلوم سیفیه درجوارآن بنا کردند۔(ختم شدکلام مولاناعلی محمد بلخی)

حضرت پیرسیف الرحمٰن صاحب مبارک ۲۶ سال درباڑه سکونت کردند ودرخدمت شریعت و طریقت عمرے گذاشتند بازبوجه شرورِفتنه وهابیت ونجدیت بتاریخ ۲ ینائر (فروری) ۲۰۰۶ء باڑه را خیربادگفتند وبطرف لاهورهجرت کردند ومنطقه لکھوڈیر(فقیرآباد) سکونت اختیارکردند وتادم اخیر اینجاراشرف بخشید۔

وفات حسرت آیات: بتاریخ ۱۵رجب المرجب ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۷یونیو (جون) ۲۰۱۰ء بروزیکشنبه صبح ۲بجه تقریباًمرغ روح حضرت اخوندزاده پیرسیف الرحمٰن مبارک رحمة الله علیه از پنجرهٔ جسم پروازکرده۔دربارهٔ حالات وفاتش صاحبزاده والاشان مولانااحمدسعیدیارسیفی فرموده اندکه......

مایان یعنی فرزندان مبارک ونواسه هائے مبارک دونفربه همرائے مبارک صاحب تمام شب در

خدمتش می بودیم، امشب نوبت من (احمد سعید السیفی) وسید احمد حسین بود ولیکن احمد حسین موجود نه بود چرا که او به دوئی سفر کرده بودند ما تنها بودم۔ وقتیکه مبارک صاحب به فراش خود رفتند خوابش نه بردند به فقیر گفتند که امشب بسیار گراں شب است و معلوم میشود که شاید امشب شب سفر ورفتن است چندین دفعه ایں جملہ را تکرار نمودند بعداً برائے مایان فرمودند که ما از شما راضی هستم وفرمود که شما به ماعفو کنید مایان عرض نمودیم که شماعفو نمائید فرمود که از ماعفو است۔

تقریباً ساعت یک بجۂ شب سہ ۳ پیالہ چائے نوشیدند و یک شعر پشتو را خواندند که مفهومش این بود که ''درین دنیا هر که آمده است به جهان ثانی میروند ونعره هائے مرگ به هردم است'' وبعد ازیں فرمادند که خوابم آمد من عرض کردم که شما بخوابید وآں مبارک صاحب خواب شدند۔ تقریباً ساعت پاؤ کم دو بجه دفعتاً هر دو دست خود را بالا نمودند من به تعجیل استادم ومبارک را زیر سر مبارکش دست نهاده و بر خود تکیه نموده نشاندم به چهره مبارکش دیدم که آثارِ جانکندن بود سر مبارکش به سینۂ من بود و به آواز آهسته کلمه شهادت را شروع نمودند به اشاره مایان را هم حکم کردند که کلمه شهادت بخوانیم مایان نیز کلمه شهادت را خواندیم وُروح مبارک آن محبوب سبحان به اعلیٰ علیین پرواز نمود۔ دهن مبارکش را خود بند نمود و چشمهائے خویش را خود شان بند نمودند و چهرۂ مبارکش را خود شان بطرف قبله تحویل نمود و جان را به جانِ آفرین سپردند۔





سجادہ نشین مولانا محمد سعید حیدری سیفی بہار اسلام
کی ایک تقریب میں دعا کرتے ہوئے (1996)



صاحبزادہ قاری حبیب جان سیفی
عرس شاہ محمد غوثؒ کی تقریب میں (1999)



مولانا حمید جان سیفی اور احمد سعید یار سیفی کا سرپرست بہار اسلام
کے ساتھ ماہنامہ بہار اسلام کے مطالعہ کا ایک انداز (2008)